http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

شہزاد

صائمہ اکرم چوہدری

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

پاک سوسائٹی کے تحت شائع ہونے والے ناول " شہزاد " کے حقوق طبع و نقل بحق مصنفہ (صائمہ اکرم چوہدری) محفوظ ہیں۔

کسی بھی فرد، ادارے، ڈائجسٹ، ویب سائٹ، ایپلیکیشن اور انٹرنیٹ کسی کے لئے بھی اس کے کسی حصے کی اشاعت یا کسی بھی ٹیوی چینل پر ڈرامہ و ڈرامائی تشکیل و ناول کی قسط کے کسی بھی طرح کے استعمال سے پہلے صائمہ اکرم چوہدری سے تحریری اجازت لینا ضروری ہے۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

دوسری قسط

بجلی کی کڑک اور بادلوں کی گھن گھرج میں دیوتاؤں کا سا غضب تھا۔ موسلا دھار بارش لگتا تھا آج اپنے ساتھ ہر چیز کو ہی بہا کر لے جائے گی۔ شہزاد کے دلنے شدت سے تمنا کی کہ یہ طوفان اپنے ساتھ اس ساری ذلت اور رسوائی کو بھی بہا کر لے جائے، جو اسکے خاندان کا مقدر بننے والی تھی۔ وہ سر اٹھائے گلاس وال سے بارش میں شور مچاتے درختوں اور جھومتی ہوئی شاخوں کو دیکھ رہی تھی، اسکی نگاہیں باہر کے مناظر پر اور ذہن کہیں اور اٹکا ہوا تھا۔ وقت جیسے ٹھہر گیا تھا۔ کمرے میں موت کا سا سناٹا تھا۔ ہر طرف خوف کے نادیدہ سائے رقصاں تھے۔ شہزاد اور ٹینا بیگم کے وجود کو آنے والے لمحوں کا خوف کسی دیمک کی طرح چاٹ رہا تھا۔ وہ کلاک کی ٹک ٹک ان کے اعصاب پر ہتھوڑے دونوں کبھی بے چین انداز سے ٹہلنے لگتیں اور کبھی سر تھام کر صوفے پر بیٹھ جاتیں۔ کی طرح برس رہی تھی، شام کے سات بجنے والے تھے اور رومی کا دُور دُور تک کچھ پتا نہیں تھا۔ عموماً اس کیآنے جانے کی کوئی ٹائمنگ نہیں تھی لیکن پھر بھی وہ زیادہ تر گھر میں ہی پائی جاتی تھی، اور آج تو اس نے اپنا سیل فون بھی پاورڈ آف کر رکھا تھا۔

"کہاں رہ گئی ہے وہ۔۔۔"شہزاد بے چین ہوئی۔

"کہیں بیٹھ کر پھر کوئی اور نیا بے ہودا کارنامہ سرانجام دے رہی ہو گی۔۔"ٹینا بیگم کا تلخ لہجہ، اسکی کنپٹیوں میں گرم سیال مادہ دوڑا گیا۔

"میں سمجھاؤں گی اسے۔۔۔"شہزاد دھیمے سے شکست خوردہ لہجے میں گویا ہوئی۔

"اور وہ تو جیسے سمجھ ہی جائے گی۔۔۔"انہیں رومی کے متعلق ایسی کوئی خوش فہمی نہیں تھی۔ اسی وقت ٹینا بیگم کے سیل فون کی مترنم گھنٹی بجی، وہ دونوں خوف سے ایسے اچھلیں، جیسے کمرے میں کسی نے بم کی موجودگی کی اطلاع دے دی ہو۔

"ہیلو۔۔۔" انہوں نے نہ چاہتے ہوئے بھی مرے مرے انداز میں کال اٹینڈ کر لی۔

"ٹینا، کہاں ہو تم۔؟ دوسری جانب مسز افتخار کے بے چین انداز پر ان کا دم بُری طرح دھڑکا۔

"یہیں ہوں، خیریت۔۔۔؟" انہوں نے دانستہ محتاط انداز اپنایا۔

"سماول تو بہت ہی عجیب بات بتا رہی ہے مجھے رومیصہ کے متعلق، سچ پوچھو مجھے تو یقین ہی نہیں آ رہا۔۔" دنیا کے منہ کھل چکے تھے اور مسز افتخار کی کال اس بات کا پہلا ثبوت تھی۔ ان کی بیٹی سماول، رومیصہ کی کلاس فیلو تھی اور دونوں فیملیز کا اچھا ریلیشن شپ تھا آپس میں۔

"کیا۔۔" اذیت سے ٹینا بیگم کا چہرہ تاریک ہوا، اسکا مطلب تھا کہ یہ بات انکے سوشل سرکل میں پھیل چکی تھی۔

"کیا تمہیں، نہیں پتا۔۔۔؟" دوسری طرف وہ حیران ہوئیں۔

"نہیں۔۔۔" انہوں نے بُری طرح دھڑکتے دل پر قابو پر کر بمشکل کہا۔

"یہی کہ رومیصہ نے فیس بک پر "رومی سہگل" کے نام سے کوئی پیج بنایا ہے اور۔۔۔" وہ ہلکا سا جھجک کر رکیں۔

"اوہ اچھا، مجھے علم نہیں۔ کیا ہوا؟۔" وہ صاف مکر گئیں۔

"تمہیں فوراد یکھنا چاہیے ٹینا، وہ تو لگتا ہے اس لڑکی سے بہت انسپائر ہے، کیا نام تھا اسکا بھلا سا، جس کا اس کے بھائیوں نے مرڈر کر دیا تھا، وہ جو سوشل میڈیا کوئین بنی رہی تھی بہت عرصہ۔۔۔" مسز افتخار جسکا نام لینا چاہ رہی تھیں، ٹینا بیگم جانتے ہوئے بھی وہ نام اپنے لبوں پر لانا نہیں چاہتیں تھیں۔

"او کے، میں دیکھتی ہوں۔۔۔" انہوں نے اپنی طرف سے بات ختم کرنی چاہی۔

"تمہیں لازمی دیکھنا چاہیے، سہگل فیملی کا ایک نام ہے شہر میں، رومی کی اس حرکت سے بہت بُرا امپریشن جائے گا۔" مسز افتخار نے اس دفعہ کھل کر کہا۔

"تمہیں پتا تو ہے وہ ہمیشہ سے پرابلم چائلڈ بنی رہی ہے میرے لیے، انتہا کی ضدی ہے۔۔۔" وہ کچھ نہ کہتے ہوئے بھی بہت کچھ کہہ گئیں۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

"اینی ہاؤ، وہ اگر شوبز میں آنا چاہتی ہے تو اس کو کسی اچھے پراجیکٹ کے ذریعے لانچ کر دو، تمہارے لیے تو یہ بائیں ہاتھ کا کام ہے، لیکن اس طرح کی بولڈ وڈیوز کے ذریعے دوسروں کی توجہ حاصل کرنا کسی طور بھی مناسب نہیں، اور ویسے بھی شہر میں تمہارا ایک نام ہے، بلکہ تم تو ایک برینڈ نیم بن چکی ہو۔" ان کی بات سن کر ٹینا بیگم کو یوں لگا جیسے کسی نے ان کے وجود میں چنگاریاں بھر دی ہوں۔

"جی جی۔ مسز افتخار۔۔ دیکھتی ہوں، کیا معاملہ ہے، اس وقت ایک ضروری میٹنگ کے لیے نکلنا ہے مجھے، کل کلب میں ملاقات ہو گی۔" انہوں نے بمشکل جان چھڑا کر فون بند کیا، لیکن ان کا دھواں دھواں چہرہ شہر زاد کو ساری ان کہی کہانیاں سنا گیا تھا۔

"مام، کیا ہوا۔۔؟" وہ فوراً اٹھ کر ان کے قریب آن بیٹھی۔

"مائی گاڈ۔۔۔ کیسے فیس کروں گی میں دنیا کو۔۔؟" اسے لگا جیسے وہ ابھی اپنے بال نوچنے لگیں گی۔

"ٹیک اٹ ایزی مام۔۔۔" شہر زاد ان کے یخ بستہ ہاتھوں کو اپنے نرم گداز ہاتھوں میں لے کر سہلانے لگی۔

"اس قدر ڈی گریڈ کرلے گی وہ خود کو، میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔" ٹینا بیگم کے لبوں سے ایک سلگتی ہوئی سانس نکل کر دم توڑ گئی۔

"میں نے کہا تھا ناں اسے کسی سائیکاٹرسٹ کی ضرورت ہے۔۔۔" اس نے ہلکا سا جھجک کر کہا۔

"اور مجھے لگتا ہے اب اس سے زیادہ مجھے ضرورت ہے، دماغ گھما دیا ہے میرا، اللہ جانے کس گناہ کی سزا ہے۔" شہر زاد کو بے ساختہ ان پر رحم آیا۔

"باپ تو مر گیا اس کا، اور عذاب ڈال گیا میرے سر پر۔۔۔" وہ سر پکڑے ایک دفعہ پھر گلاس وال کے پاس آن کھڑی ہوئیں۔

"لیکن مام اب طریقے سے ہینڈل کرنا ہو گا اسے۔۔۔"

"ایسا ہینڈل کروں گی کہ یاد رکھے گی ساری زندگی۔" وہ تلخ لہجے میں مزید گویا ہوئیں۔ "میری دی گئی ڈھیل کا ہی نتیجہ ہے یہ سب، جی چاہتا ہے ٹانگیں توڑ کر بستر پر ڈال دوں اسے، تاکہ ایسی حرکتیں کرنے کے قابل ہی نہ رہے۔"

"مام پلیز۔۔۔۔" ان کے لہجے سے چھلکتی سفاکی، شہر زاد کو دہلا گئی۔ اسی وقت ٹینا ہاؤس کے گیٹ پر رومی کی گاڑی کا ہارن تیز آواز میں بجا اور بجتا ہی چلا گیا، اس کی پارہ صفت طبیعت کسی کام میں تاخیر برداشت نہیں کرتی تھی۔ چوکیدار نے بڑی مستعدی سے گیٹ

کھولا اور رومی کی ہنڈا سوک میزائل کی طرح اڑتی ہوئی اندر داخل ہوئی اس نے ہمیشہ کی طرح بڑی قوت سے بریک لگائی اور فضائوں میں ٹائروں کے چرچرانے کی آواز دور تک گونجتی چلی گئی۔

"اُلو کی پٹھی۔۔۔"ٹینا بیگم غصّے میں وہ سارے مینرز بھول جاتیں جو وہ اکثر وبیشتر رومی کو یاد کروانے کی کوشش کرتی تھیں۔

"مام، پلیز ڈونٹ لوز یور ٹیمپر۔۔۔"شہزاد کی سرگوشی نما آواز ابھری۔

"شٹ اپ۔۔۔"وہ اسی پر برس پڑیں۔"دماغ خراب کر کے رکھ دیا ہے اس پاگل لڑکی نے میرا، اور تم کہہ رہی ہو میں نارمل رہوں، ہاؤ از اٹ پاسیبل۔؟"وہ زہر خند لہجے میں گویا ہوئیں۔

"سچوئشن مزید خراب ہو جائے گی۔۔۔"وہ حتی المکان انہیں سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"سو واٹ۔۔۔؟"ان کے لہجے میں بیزاری در آئی۔سیٹنگ روم کا دروازہ کھلا، رومی اندر داخل ہوئی، ایک لمحے کو تو دونوں کو لگا کہ وہ اپنے حواسوں میں نہیں ہے۔متورم، سوجی ہوئی آنکھیں، ملگجی ہوئی شرٹ کے ساتھ اس نے کئی دن پرانی جینز پہن رکھی تھی۔ہاتھ میں قیمتی امپورٹڈ ڈن ہل (Dunhill) برینڈ کا سگریٹ تھا۔شہزاد کو اسکا حلیہ دیکھ کر دھچکا لگا جبکہ ٹینا بیگم کا دل چاہا کہ اسے روئی کی طرح دھنک کر رکھ دے۔اس نے سوئی سوئی آنکھوں سے اپنی ماں اور بہن کو دیکھا اور ہاتھ میں پکڑا کی چین سامنے صوفے پر اچھا ل دیا۔ٹینا بیگم کے تو گویا تن بدن میں آگ لگ گئی۔

"کہاں سے آ رہی ہو۔۔۔؟"ان کا لہجہ درشت اور جھنجھلایا ہوا تھا۔

"جہنم سے۔۔"اس نے ایک گہرا کش لے کر دھواں بد تمیزی سے ٹینا بیگم کے چہرے پر پھینکا۔

"شٹ اپ۔۔۔"وہ اتنی زور سے دھاڑیں کہ ایک دفعہ تو شہزاد کا دل بھی دہل گیا۔جب کہ رومی بے خوفی سے ان کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"آپ کا کیا خیال ہے اس طرح شاؤٹ کر کے آپ دبا لیں گی مجھے۔؟"اسکا انداز سراسر چڑانے والا تھا۔

"بکواس بند کرو اپنی۔"غصے کی شدت ان کے پورے جسم کو جھلسا رہی تھی۔

"چچ چچ۔۔۔ایسے غصہ کریں گی تو وقت سے پہلے بوڑھی ہو جائیں گی۔۔۔" وہ استہزائیہ انداز میں ہنسی اور ٹینا بیگم کے ضبط کی طنابیں ٹوٹ گئیں۔وہ تیر کی طرح رومی کی طرف بڑھیں اور ایک زوردار تھپڑ گھما کر اسکے چہرے پر رسید کر دیا۔شہزاد نے خوفزدہ انداز سے اپنا ہاتھ لبوں پر رکھ لیا۔جب کہ رومیصہ پر اس تھپڑ کا ذرا برابر بھی اثر نہیں ہوا تھا وہ اسے طنطنے کے ساتھ انہیں نفرت آمیز نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔جیسے تھپڑ اس کے نہیں، سامنے والی دیوار پر مارا ہو، وہ اپنی جگہ سے ایک انچ نہیں ہلی تھی۔

"بس۔۔۔یا کچھ اور۔۔۔؟" وہ عجیب سے لہجے میں بولی۔

"تم۔۔۔" ان کے لب خفیف سے انداز میں کانپے اور لفظوں نے ساتھ چھوڑ دیا۔

"کوئی حسرت رہ گئی ہے تو وہ بھی پوری کر لیں۔" وہ استہزائیہ انداز میں ہنسی۔ٹینا بیگم کو ایک دم یوں لگا جیسے کسی نے ان پر سرد پانی انڈیل دیا ہو۔وہ سن ہو کر رہ گئیں۔ان کے چہرے کے تنے ہوئے تاثرات اور بھینچے ہوئے لبوں کو دیکھ کر رومی کو عجیب سی خوشی محسوس ہوئی۔۔

"کیوں کر رہی ہو تم ایسا۔۔؟" وہ پورا زور لگا کر صدمے بھرے انداز میں گویا ہوئیں۔

"میری مرضی۔۔۔" وہ سپاٹ لہجے میں اس طرح بولی کہ شہزاد کو اس پر سرد خانے میں رکھی کسی بے جان اور بے حس و حرکت لاش کا گمان ہوا اس لیے وہ اسے پلک جھپکے بغیر دیکھنے لگی۔

"تم شوبز میں آنا چاہتی ہو تو مجھے بتاؤ، میں تمہیں اچھے اور باوقار طریقے سے کسی مووی یا سیریل میں لے آؤں گی۔" انہوں نے اسے لالچ دیا۔

"یہ باوقار طریقہ کیا ہوتا ہے۔۔" اس نے استہزائیہ انداز میں قہقہہ لگایا۔

"کم از کم وہ نہیں ہوتا، جو تم اپنی ولگر ویڈیوز کے ذریعے دیکھانا چاہتی ہو دنیا کو۔" وہ خود پر قابو پا کر دانستہ تحمل بھرے انداز میں بولیں، اتنا تو انہیں بھی اندازہ ہو گیا تھا کہ اسکی آنکھوں اور لہجے سے چھلکتی بغاوت کو غصّے کی چھڑی سے قابو نہیں کیا جا سکتا۔

"فرق کیا ہے ماما، وہی حرکتیں آپ اپنے سوشل سرکل میں کرتی ہیں، جو میں نے ساری دنیا کے سامنے کر دیں، میں آپکی طرح ڈبل "اسٹینڈرڈ لائف نہیں گزار سکتی، مجھے جو اچھا لگے گا، وہی کروں گی، اگر زیادہ پرابلم ہے آپکو تو بتا دیں، میں یہ گھر چھوڑ دیتی ہوں۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com
http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ٹینا بیگم نے ایک دفعہ پھر خود کو ضبط کے پل صراط سے گذارا، لیکن شہزاد کے اعصاب آج جواب دے گئے تھے۔ اسکی آنکھیں نمکین پانیوں سے بھر گئیں۔ اس نے رومیصہ کی گاڑی کی چابی صوفے سے اٹھائی اور مضبوط قدموں سے چلتی ہوئی اسکے سامنے آن کھڑی ہوئی۔

"دوسروں کی توجہ حاصل کرنے کا بہت اچھا طریقہ ڈھونڈا ہے تم نے، کیپ اٹ اپ۔" وہ طنزیہ لہجے میں بولتی ہوئی ملامت آمیز نگاہوں سے اسے دیکھ کر سیٹنگ روم سے نکل گئی۔ رومیصہ بُری طرح سے گڑبڑا گئی۔ اسے شہزاد سے اس ری ایکشن کی ہرگز توقع نہیں تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نیلا آسمان، سرمئی بادلوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ مغرب سے آنے والی سیاہ گھٹاوں کو ایک دم ہی جوش آیا اور کالی سیاہ بدلیاں کھل کر برسنے لگیں۔۔۔ بارش کی جلترنگ، مری کی فضاوں میں کانوں میں رس گھولتی موسیقی کی صورت محسوس ہو رہی تھی۔ ہادی اور سعد موسم کی دلفریبی سے لطف اٹھانے کی بجائے پچھلے ایک گھنٹے سے ایک پراجیکٹ پر مغزماری کرنے میں مصروف تھے۔ سعد کی انگلیاں لیپ ٹاپ کے کی پیڈ پر بڑی سرعت سے چل رہی تھیں اور محمد ہادی اپنی ڈائری پر کچھ نوٹس اتارنے میں مصروف تھا۔

"گھوڑے جیسی چال، ہاتھی جیسی دُم۔۔۔" میر ہاؤس کی جانب سے ایک دم میوزک بجا، اور دونوں نے کوفت بھرے انداز میں بے ساختہ کمرے کی کھڑکی کی طرف دیکھا۔

"سینما میں آن بیٹھے ہیں۔۔" ہادی کے چہرے پر بیزاری ٹپکی سعد نے فوراً اٹھ (Cineplex) یار ونڈو بند کرو لگتا ہے کسی سنی پلکس کر کھڑکیاں بند کیں، لیکن دوسری طرف سے ساؤنڈ سسٹم کی آواز فل کر دی گئی تھی۔

"واٹ دا ہیل یار۔۔۔۔" محمد ہادی نے ہاتھ میں پکڑا بال پوائنٹ پاس رکھی ڈائری پر پٹخا۔ گانے کے بول اس کے اعصاب پر کسی چابک کی طرح برس رہے تھے، اور اس سے بھی زیادہ جھنجلاہٹ اسے اس وقت ہوئی جب ایک ہی گانا دوسری سے تیسری دفعہ پھر فضائوں میں گونجنے لگا۔

گھوڑے جیسی چال، ہاتھی جیسی دم۔۔۔

اوساون راجا، کہاں سے آئے تم۔۔۔؟

چک دُھم دھم۔۔۔ چک دھم دھم۔۔۔

"یار کیا مصیبت ہے۔۔۔" ہادی نے جھنجھلا کر اپنا سر دونوں ہاتھوں سے تھام لیا۔

"لگتا ہے ان آفتوں نے پھر لان پر یلغار کر دی ہے۔" سعد کو نہ چاہتے ہوئے بھی ہنسی آ گئی۔۔

"چک دھوم دھوم، چک دھوم دھوم۔۔۔" گانے کے بولوں نے ہادی کا دماغ مذید خراب کیا۔

"تم مانو یا نہ مانو، چوتھی دفعہ ایک ہی گانا لگانے کے پیچھے ان لڑکیوں کی کوئی نہ کوئی شرارت ہے۔" سعد نے اندازہ لگانے کی کوشش کی۔

"یہ شرارت نہیں، خباثت ہے اس گینگ کی، قسم سے ایک سے بڑھ کر ایک چھچھوری لڑکیوں سے بھرا ہوا ہے میر ہائوس۔" محمد ہادی ضرورت سے زیادہ ہی تپا ہوا تھا لڑکیوں کی اس فوج پر۔

"اس نقار خانے میں کام تو ہونا نہیں، ذرا دیکھیں تو سہی، آخر کس ساون راجا کو بلا رہی ہیں میر ہائوس کی شہزادیاں۔۔" سعد ہنستے ہوئے اٹھا اور کھڑکیوں کے کرٹن پیچھے ہٹائے۔

"یہاں تو باقاعدہ فلم کا شوٹ چل رہا ہے، ذرا آ کر دیکھو۔۔۔" سعد منہ پر ہاتھ رکھ کر بے اختیار ہنسا۔

"مجھے کوئی شوق نہیں۔۔۔" اس نے اٹھ کر الیکٹرک کیٹل جلائی، گرین ٹی کی شدید طلب ہو رہی تھی۔

"کم آن یار۔۔۔" سعد نے زبردستی اسکا بازو پکڑ کر کھڑکی کے پاس گھسیٹا۔ سامنے کا منظر دیکھ کر اس کا شدت سے دل چاہا کہ وہ میر ہائوس کی لڑکیوں کو کشمیر پوائنٹ پر کھڑا کر کے زور سے نیچے دھکا دے دے، تاکہ وہ ساری لولی لنگڑی ہو کر اپنے کمروں تک محدود ہو جائیں۔ درشہوار اپنے دونوں بازو فضائوں میں پھیلائے، آسمان کی برستی بوندوں کے نیچے گول گول دائرے میں گھومتی ہوئی خود کو کسی ہیروئن سے کم نہیں سمجھ رہی تھی۔ بارش کے قطرے ایک تواتر کے ساتھ اسکے شفاف چہرے پر سفید موتیوں کی صورت میں برس رہے تھے۔ اس کی کزن طوبی اپنے سیل فون کے ذریعے اسکی وڈیو بنا رہی تھی اور نمیرہ چھتری کھولے، ایک اسٹول بیٹھی تھی

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

اور برآمدے میں چھوٹے میز پر سائونڈ سسٹم رکھا ہوا تھا فضاوں میں بلند آواز میں بجنے والے گانے کو گویا اس وڈیو میں بیک گرائونڈ میوزک کے طور پر استعمال کیا جا رہا تھا۔

کوئی لڑکی ہے، جب وہ ہنستی ہے۔۔۔۔

بارش ہوتی ہے، چھنک چھنک چھم چھم۔۔۔

"کیا چیزیں ہیں یہ۔۔۔" محمد ہادی کی شریانوں میں خون کھولنے لگا۔

"فل ٹائم انٹرٹینمنٹ۔۔۔۔" سعد قہقہہ لگا کر ہنسا۔

"اور اس کے دادا کے بکواسی بیانات سنا کرو ذراٹی وی پر، جیسے شرافت اور عزت کے سارے پیمانے انہی کے خاندان سے شروع ہو کر انہی پر ختم ہو جاتے ہوں۔" محمد ہادی جل کر بولا۔

"خیر ایسا بھی کوئی حاجیوں کا خاندان نہیں، میر خاقان کی عشق و عاشقی کی داستانیں اکثر ہی میڈیا کی زینت بنتی رہتی ہیں، پچھلے دنوں ایمرٹس ایئر لائن کی ایئر ہوسٹس کی زلفوں کے اسیر ہو گئے تھے موصوف۔۔" سعد نے اسے تازہ ترین معلومات سے آگاہ کیا۔

"یہ ایف سکسٹین ان کی کیا لگتی ہے۔۔۔؟" ہادی نے بیزاری سے در شہوار کی طرف اشارہ کیا، جو اس وقت پنا سیاہ رنگ کا گھیر دار فراک لہرا لہرا کر خود کو مادھوری ڈکشت ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی تھی۔

"اللہ ہی جانتا ہے یار۔۔۔" سعد نے لاعلمی سے کندھے اچکائے۔ دوسری طرف نمیرہ نے اٹھ کر میوزک کی آواز مذید بلند کر دی۔

کوئی لڑکا ہے، جب وہ گاتا ہے۔۔۔

ساون آتا ہے، گھمر گھمر گھم گھم۔۔۔

چک دھوم دھوم، چک دھوم دھوم۔۔۔

نیچے لان میں در شہوار کی پرفارمنس میں تیزی آگئی۔ وہ سب آج دا جی اور میر محتشم کے ملتان جانے کی خوشی میں پچھلے لان میں جشن منا رہیں تھیں، اس وقت گھر میں کوئی بڑا موجود نہیں تھا اس لیے راوی چین ہی چین لکھ رہا تھا۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

"دل تو کر رہا ہے ویڈیو بنا کر ان کے دادا حضور کو واٹس ایپ کر دوں۔" سعد کو شرارت سوجھی اور اس نے واقعی کیمرہ آن کر لیا۔

"لیو اٹ یار، اچھی بات نہیں ہے یہ۔۔۔" ہادی کو بُرا لگا۔

"بے فکر رہو، نہیں بجھواتا انہیں، اب میرے کون سا والی وارث تمہارے پیرنٹس جیسے تگڑی پوسٹس پر بیٹھے ہیں، جو ان سے بغیر سوچے سمجھے ان سے پنگا لوں گا۔" وہ ہادی کے منع کرنے کے باوجود ویڈیو بنانے لگا۔ جب کہ ہادی اکتا کر گرین ٹی بنانے لگا۔ سعد کی بد قسمتی کہ اس گینگ کی ہیڈ در شہوار کی اس پر نظر پڑ گئی۔ جس کی آئی سائٹ ویسے ہی سکس بائے سکس تھی، سونے پہ سہاگہ وہ سعد کے ہاتھ میں سیل

فون بھی دیکھ چکی تھی۔

شیم آن یو۔۔" وہ نیچے سے چیخی تو سعد کو معاملے کی سنگینی کا احساس ہوا۔"

مارے گئے یار۔۔۔" سعد اسکے دھمکی آمیز لہجے پر بوکھلا کر پیچھے ہٹا۔"

ان کی تو ایسی کی تیسی میں پھیر کر آتی ہوں۔۔" اس سے پہلے کہ طوبیٰ اور نمیرہ اسے منع کرتیں، اس نے کسی چھلاوے کی طرح" مشترکہ منڈیر عبور کی اور کسی میزائل کی طرح اڑتی ہوئی ہادی کے سیٹنگ روم تک پہنچ گئی۔

"شرافت سے وہ سیل فون دیں مجھے، جس میں تصویریں یا ویڈیو بنا رہے تھے ہماری۔" وہ کمر پر ہاتھ رکھے کینہ توز نگاہوں سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی، جو اس وقت لاونج کی سیڑھیاں اتر رہے تھے۔

"آپکو غلط فہمی ہوئی ہے، میں تو کال سن رہا تھا وہاں کھڑے ہو کر۔۔۔" سعد فوراً مکر گیا۔

"شرم آنی چاہیے، آپ لوگوں کو شریف گھرانوں میں تانک جھانک کرتے ہوئے۔" اس کا کٹیلا سا جملہ سن کر ہادی کا دماغ گھوم گیا۔

"محترمہ شریف گھرانے کی لڑکیاں کھلے آسمانوں کے نیچے فل میوزک کے ساتھ پرفارمنس نہیں دیتیں۔" ہادی کون سا کسی سے کم تھا۔ بے تحاشا غصّہ، ضبط، اشتعال، اور غصّہ پینے کی کوشش میں در شہوار کی آنکھوں میں لاوا اتر آیا۔

"ہم اپنے گھر میں اچھلیں، کودیں ناچیں، گائیں، آپسے مطلب۔۔۔؟" وہ بے باکی سے گویا ہوئی۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

"اور ہم بھی اپنے گھر کی کھڑکی، میں کھڑے ہوں یا ٹیرس پر، آپ سے مطلب۔۔۔؟" ہادی سیڑھیاں اتر کر بالکل اسکے مدمقابل آن کھڑا ہوا۔

"کسی خوش فہمی میں مت رہیے گا، یہ تانک جھانک مہنگی بھی پڑ سکتی ہے۔" اسکے دھمکی آمیز انداز پر ہادی کے کان کی لوئیں سرخ ہوئیں۔

"محترمہ، یہ دھمکیاں کسی اور کو جا کر دیجئے گا، ہمارا ٹائم ویسٹ مت کریں، باہر کا راستہ سامنے ہے۔" ہادی کا سرد انداز درشہوار کو سلگا گیا۔

"دوبارا یہ شکلیں مجھے اپنی سائیڈ پر نظر آئیں تو دادا جی سے کہہ کر بوریا بستر ہی گول کروادوں گی مری سے۔۔" وہ انگلی اٹھا کر وارننگ کے انداز میں بولی۔

"مری آپکے دادا کی جاگیر نہیں ہے۔۔۔" وہ ایک دم بھڑک اٹھا۔

"لگتا ہے اس شہر میں نئے آئے ہیں آپ، ورنہ ایسی بات کرنے سے پہلے ہزار دفعہ سوچتے۔" وہ طنزیہ انداز میں گویا ہوئی۔

"اور لگتا ہے آپ بھی جانتی نہیں ہیں مجھے۔ دوبارا میرے گھر میں قدم رکھنے سے پہلے انشورنس کروا لیجئے گا یا پھر اپنے ہمراہ کوئی وہیل چیئر لے آئیے گا، کیونکہ میں بھی زیادہ دیر تک لحاظ کرنے کا قائل نہیں۔۔" اس نے آگے بڑھ کر سیٹنگ روم کا دروازہ کھولا اور انتہائی بے رخی سے اُسے باہر جانے کا اشارہ کیا۔ توہین کے گہرے احساس سے درشہوار کا چہرہ سرخ ہوا۔

"درشہوار، دوستی نبھائے یا نہ نبھائے، دشمنی بہت اچھی طرح نبھاتی ہے۔" وہ جاتے جاتے پلٹی اور متنفر لہجے میں کہتی ہوئی کمرے سے نکل گئی۔

"یار یہ اچھی بات نہیں ہوئی۔۔۔" سعد سچ مچ پریشان ہو گیا۔

"تو تمہیں بھی وہ فضول حرکت کرنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا۔۔" ہادی نے اسکی کلاس لی۔

"مجھے کیا پتا تھا اسکی اتنی عقابی نگاہیں ہونگی۔۔۔" وہ خفت زدہ انداز میں کہتا ہوا صوفے پر بیٹھ گیا۔

"اسکی نگاہیں ہی عقابی نہیں بلکہ زبان کی دھار بھی وزیر آباد کی چھریوں کو مات دیتی ہے۔۔۔" ہادی نے مزید اضافہ کیا۔

http://paksociety.com

"اگر اس نے اپنے دادا جی کو بتا دیا تو۔۔۔؟"اس کو ایک نئی فکر لاحق ہو گئی۔

"اب اتنی بھی بے وقوف نہیں ہے وہ، جو پہلے انہیں بتائے کہ وہ لان میں کیا کارنامہ سر انجام دے رہی تھی اور پڑوس کے لڑکے اس وجہ سے تانک جھانک کر رہے تھے۔ بے فکر رہو، کچھ نہیں پھوٹے گی وہ۔۔"ہادی کی بات اسکے دل کو لگی تھی، پہلی دفعہ اس کے حلق سے ایک پر سکون سانس خارج ہوئی۔

"بائی داوے تم اتنے خلاف کیوں ہو اس کے۔۔۔"سعد مسکرایا۔

"مجھے ایسی مر دمار لڑکیاں ایک آنکھ نہیں بھاتیں، جو خوامخواہ دوسروں کے حواسوں پر سوار ہونے کی کوشش کریں۔"اس نے کھل کر اپنے خیالات کا اظہار کیا تو سعد نے شرارتی نگاہوں سے اسکی طرف دیکھا۔۔

"خیر تم تو لڑکوں کے معاملے میں بھی ایسے ہی ہو۔۔"اس نے کشن اٹھا کر اپنے سر کے نیچے رکھا اور صوفے پر دراز ہو گیا۔

"ایسی بھی کوئی بات نہیں، اپنا تو ایک ہی نظریہ ہے۔۔"ہادی نے ہاتھ میں پکڑا کپ میز پر رکھا۔

"وہ کیا۔۔۔؟"

"ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم۔۔"اسکے ہلکے پھلکے لہجے پر سعد بے ساختہ ہنسا۔

"اور تمہارا تو حلقہ یاراں ہی مختصر ترین ہے۔۔۔"سعد نے اسے چھیڑا۔

"ہاں گنتی کے صرف تین یا چار لوگ، زیادہ بھیڑ بھاڑ سے کوفت ہوتی ہے مجھے۔۔"ہادی نے سنجیدگی سے جواب دیا، وہ واقعی محدود حلقہ احباب رکھتا تھا اور زیادہ تر لوگ اسے کم گو، ریزور اور کسی حد تک رووڈ سمجھتے تھے۔ جب کہ حقیقتاً وہ ایسا نہیں تھا۔

"ویسے تم کچھ بھی کہو، لڑکی مزے کی ہے۔۔۔"سعد کے چہرے کی معنی خیز مسکراہٹ پر محمد ہادی کے اندر خطرے کی گھنٹی بہت تیزی سے بجی اور بجتی ہی چلی گئی کیونکہ سعد سیل فون پر بنائی ہوئی وڈیو، بڑے ذوق و شوق سے دیکھنے میں مگن تھا۔ اس کے چہرے پر پھیلی قوس و قزح اس کے اندرونی جذبات کی بھرپور عکاسی کر رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

رات سرد اور سانپ کی طرح بل کھاتی سڑک بالکل ویران تھی۔۔۔شہرزاد کی اسٹیئرنگ پر جمی گرفت خاصی مضبوط تھی لیکن اس کے دل و دماغ میں ایک حشر برپا تھا۔گھر میں ٹینا بیگم اور رومیصہ کے زور دار معرکے کے بعد اسکا دل ایک دم ہی اچاٹ ہو گیا ۔وحشت اور بے چینی کسی صورت بھی کم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔وہ دو گھنٹے بے مقصد مختلف سڑکوں پر گاڑی گھماتے گھماتے کسی لنک روڈ سے بالکل انجان راستے پر نکل آئی اور اسے پتا ہی نہیں چلا کہ ریزروپٹرول کا اشارہ دینے والی گاڑی اب فیول ختم ہونے کے بعد احتجاجا رک گئی تھی۔شہرزاد کی نظر جیسے ہی فیول کی سوئی پر پڑی اسکا دل دھک کر کے رہ گیا۔وہ گاڑی کے رکنے کی اصل وجہ سمجھ چکی تھی اور اس سڑک پر کوئی پٹرول پمپ تو دور کی بات کوئی چرند پرند بھی نظر نہیں آرہا تھا۔سردیوں کی رات کا گہرا سناٹا اور خاموشی اس ویران راستے پر کسی آسیب کی مانند پھیلی ہوئی تھی،اس نے خوفزدہ انداز سے دائیں بائیں دیکھا،سڑک کے دائیں طرف ایک چھوٹا سا قبرستان اور بائیں طرف گھنا جنگل تھا اور ٹریفک نہ ہونے کے برابر۔چاند کی چاندنی میں ہر چیز پر اسرار لگ رہی تھی،اور دُور دُور تک نظر آتی قبریں،شہرزاد کے مضبوط اعصاب کے لیے ایک کڑا امتحان بنی ہوئی تھیں۔

"اوہ مائی گاڈ،اب کیا ہو گا۔۔۔"؟وہ گھبرا گئی کیونکہ گاڑی کی فرنٹ لائیٹ کی روشنی میں اسکی نظر ایک ٹوٹی ہوئی قبر پر پڑ گئی۔جنگلی گھاس اور خودرو پودوں کے درمیان گھرے قبرستان میں جھینگروں اور کتوں کے بھونکنے کی آوازیں عجیب سا دہلا دینے والا تاثر پیدا کر رہی تھیں۔سناٹا اس جگہ کی ہر چیز کو اپنے پنجوں میں دبائے ہوئے تھا۔اس نے گھبرا کر اپنا سیل فون اٹھایا اور ٹینا بیگم کا نمبر ڈائل کیا،وہ پاورڈ آف جا رہا تھا۔اس نے تیزی سے رومی کو کال ملائی اور اسکا سیل فون ناٹ رسپینڈنگ تھا،اسکے کونٹیکٹس میں گنتی کے صرف دو چار نمبر تھے۔وہ بُری طرح خوفزدہ ہو گئی۔سیاہ رات کے اندھیرے میں اسکی نظر ایک ہیولے پر پڑی،اسکا دل دھک کر کے رہ گیا۔گاڑی کی ہیڈ لائٹس کی روشنی میں وہ دیکھ سکتی تھی کہ ایک سادھوؤں کے سے حلیے والا شخص لالٹین اٹھائے اسی کی گاڑی کی طرف آرہا تھا۔وہ متوحش نگاہوں سے اسکی طرف دیکھنے لگی۔اتنے سرد موسم میں اس نے دھوتی باندھ رکھی تھی اور اسکا اوپر والا دھڑ ننگا اور گلے میں ریٹھوں والی مالا تھی اس کے غیر معمولی لمبوترے چہرے کی ابھری ہوئی نوکیلی ہڈیاں اس کے چہرے کو عجیب سا تاثر بخش رہی تھیں۔جبکہ سر گنجا اور آنکھوں میں بڑی پر اسرار سی چمک تھی۔وہ چلتا چلتا شہرزاد کی گاڑی کے بالکل پاس آکر رکا اور اپنے گلے میں پہنی ہوئی مالا میں سے ایک ریٹھے کو ہاتھ کی انگلیوں سے گھمانے لگا۔شہرزاد کو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا،چاند کی پراسرار چاندنی میں یہ منظر خاصا دہلا دینے والا تھا۔شہرزاد کو پہلی دفعہ یہاں کا اندھیرا اور خاموشی غیر فطری محسوس ہوئی۔اس

http://paksociety.com

سادھو نے انگشت شہادت سے گاڑی کا شیشہ ناک کرتے ہوئے اس خاموشی کی چادر میں شگاف ڈالا۔ دہشت کی لہریں شہر زاد کے وجود میں سرایت کر گئیں، اس نے چیخنا چاہا مگر آواز گلے میں ہی دم توڑ گئی۔ وہ اسے کچھ کہہ رہا تھا مگر گاڑی کے شیشے بند ہونے کی وجہ سے وہ اسکی بات سمجھنے سے قاصر تھی۔ شہر زاد نے کنکھیوں سے اسکی جانب دیکھا، اسکی آنکھوں سے نکلنے والی تیز روشنی میں اسے اپنی ٹانگیں بے جان ہوتی محسوس ہوئیں۔ فضا کے گھمبیر تا، بوجھل سناٹے میں آئی فون کی گھنٹی کی آواز اسے کسی مسیحا کی مانند اپنی سماعتوں میں اترتی محسوس ہوئی۔ اس نے نمبر دیکھے بغیر کانپتے ہوئے ہاتھوں سے فوراً ہی کال اٹینڈ کی، وہ شخص اب اس کی گاڑی کے شیشے پر جھکا اسے عجیب سی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ شہر زاد کو اپنے دل کے بُری طرح سے دھڑکنے کی آوازیں اپنی کنپٹیوں میں محسوس ہو رہی تھیں۔

"شہر زاد۔۔۔!!!" دوسری طرف وہی دل چراتا لہجہ تھا جو آج اسے زندگی بخش گیا تھا۔۔

"ہم زاد۔۔۔۔" اسکے منہ سے نکلنے والا یہ نام دوسری جانب موجود شخص کو ڈھیروں توانائی بخش گیا۔

"کیسی ہو۔۔۔؟" وہ مسکرایا۔

"میں گھر سے باہر راستہ بھول چکی ہوں اور کوئی شخص خوفزدہ کر رہا ہے مجھے۔۔" اس کے منہ سے لفظ ٹوٹ ٹوٹ کر نکلے۔

کہاں ہو تم، لوکیشن بتاؤ مجھے، کون ہے تمہارے ساتھ۔۔" اسکی نرم آواز میں ایک فطری سی پریشانی چھلکی۔

"آئی ڈونٹ نو، میری گاڑی کا فیول بھی ختم ہو چکا ہے اور وہ مسلسل میری گاڑی کا شیشہ ناک کر رہا ہے۔" خوف سے اس کی آواز کپکپا رہی تھی۔

""بی بریو۔۔۔ دروازہ مت کھولنا۔۔۔" وہ دوسری طرف اب ذرا بلند آواز میں بولا۔ "تم ہو کہاں۔۔؟

"مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی، یہ کون سا راستہ ہے۔۔۔؟" شہر زاد کا چہرہ دہشت سے لٹھے کی طرح سپید پڑتا جا رہا تھا۔ دوسری طرف وہ اسکی سچویشن سمجھ چکا تھا۔

"ڈونٹ وری، وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا، اپنی گاڑی کا دروازہ کسی قیمت پر مت کھولنا، میں تمہارے ساتھ ہوں۔" اس نے دلاسا دیا۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

"پلیز ہیلپ می۔۔"اس کے لہجے میں خوف ہی خوف تھا۔"مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔۔"

"اپنے سیل کا نیوی گیشن سسٹم آن کرو، ہری اپ۔ اسے دیکھ کر لوکیشن بتاؤ اپنی، اور پلیز گاڑی کا دروازہ نہیں کھولنا۔۔"وہ فکر مند انداز میں بولا۔ اس نے بڑی تیزی سے گوگل میپ آن کیا اور سامنے ہی اسکی لوکیشن کیانی روڈ کوٹ ہتھیال کے طور پر آ رہی تھی۔

"اوہ تو تم لنک روڈ پر ہو، ڈونٹ ووری میں ریسکیو کرواتا ہوں تمہیں۔"وہ سیکنڈوں میں اسکی لوکیشن سمجھا تھا۔

"فون بند کرنا پلیز۔۔'شہر زاد کے التجائیہ لہجے پر اسکا اپنی کال ڈسکنٹ کرتا ہاتھ رک گیا۔ وہ اب شاید پی ٹی سی ایل فون پر انگلش میں کسی کو عجلت بھرے انداز میں ساری سچوئشن بتا رہا تھا۔ دوسری طرف شہر زاد پر ایک ایک لمحہ قیامت بن کر گزر رہا تھا۔

"شہر زاد، ڈونٹ ووری، میرا ایک فرینڈ پولیس موبائیل بھیج رہا ہے، جسٹ ٹین منٹ لگیں گے۔"وہ اب اسے تسلی دے رہا تھا۔

"ٹین منٹ۔۔۔"شہر زاد نے خوفزدہ نگاہوں سے باہر کھڑے شخص پر نظر ڈالی، جو اس وقت انتہائی بے چین انداز میں ایک دفعہ پھر اسکی گاڑی کے شیشے پر زور زور سے ہاتھ مار رہا تھا۔۔ شہر زاد کی دھڑکنوں میں ایک طوفان سا برپا ہو گیا۔

"ڈونٹ ڈسٹرب می۔۔۔"اس نے ہمت کر کے چیخ کر کہا، گاڑی کے باہر کھڑا شخص چونک گیا، جیسے اسکی بات سمجھ گیا ہو۔

"کیا ہوا شہر زاد۔۔۔؟"وہ ریسیور کے دوسری جانب پریشان ہوا۔

"کچھ نہیں، یہ شخص خوامخواہ سے میرے نروز پر سوار ہونے کی کوشش کر رہا ہے۔"وہ کھڑکی کی طرف سے تھوڑا رخ موڑ کر بیٹھ گئی۔

"ڈونٹ ووری، پولیس آتی ہی ہو گی، بی بریو۔۔"وہ فکر مند لہجے میں اسے حوصلہ دے رہا تھا۔ جب کہ شہر زاد کو اسکی کوئی بات سمجھ نہیں آ رہی تھی، اسکا سارا دھیان باہر کھڑے شخص کی جانب تھا۔ جسے نظر انداز کر کے وہ خود کو مصروف ظاہر کر رہی تھی۔

اچانک بجلی کے کڑکنے کی آواز پر اس نے دہل کر دوبارا شیشے کی طرف دیکھا اور اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا، وہ شخص جا چکا تھا۔

"چلا گیا وہ۔۔۔"شہر زاد کے حلق سے ایک پر سکون سانس خارج ہوئی۔

"جہاں "ہم زاد" آ جائے، وہاں کوئی دوسرا کتنی دیر تک ٹھہر سکتا ہے۔۔۔"اتنے اعصاب شکن لمحات میں یہ بات وہی کر سکتا تھا۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

پاک سوسائٹی خاص کیوں ہیں:-

ہائی کوالٹی پی ڈی ایف
ایڈ فری لنکس
ایک کلک سے ڈاؤنلوڈ
ڈاؤنلوڈ اور آن لائن ریڈنگ ایک پیج پر
کتاب کی مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
ناولز اور عمران سیریز کی مُکمل رینج

Click on http://paksociety.com to Visit Us

پاک سوسائٹی کو فیس بُک پر جوائن کریں http://fb.com/paksociety
پاک سوسائٹی کو ٹوئٹر پر جوائن کریں http://twitter.com/paksociety1
پاک سوسائٹی کو گُوگل پلس پر جوائن کریں https://plus.google.com/112999726194960503629

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براؤزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بُک پر رابطہ کریں۔۔۔

ہمیں فیس بک پر لائک کریں اور ہر کتاب اپنی وال پر دیکھنے کے لئے امیج پر دی گئی ہدایات پر عمل کریں:-

http://paksociety.com

"وہ لوگ آ کیوں نہیں رہے۔۔؟" اس نے اسکی بات سن ان سنی کر کے پوچھا، ویسے بھی اسے قبرستان اور ارد گرد کے ماحول سے وحشت ہو رہی تھی۔

"اتنے کمزور نروز کی حامل تو نہیں تھیں تم۔۔۔" اسکی بات پر وہ خفت کا شکار ہوئی۔

"تم کیسے جانتے ہو مجھے۔۔۔" یہ سوال بے ساختہ اسکے ذہن میں ابھرا اور اس سے پہلے کہ وہ اس سے استفسار کرتی۔ پولیس موبائل کے تیز ہارن کی آواز نے اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کروالی۔ اس نے لاشعوری طور پر کال ڈسکنکٹ کی اور اپنی گاڑی کی طرف آنے والے پولیس آفیسر کی طرف متوجہ ہو گئی۔ جو اسکی گاڑی کا شیشہ نیچے کرنے کا اشارہ کر رہا تھا پولیس اسٹیشن سے گھر اور گھر سے بیڈروم تک پہنچنے کے دوران اس کے اعصاب اچھے خاصے مضمحل ہو چکے تھے۔ گھر میں طوفان گذرنے کے بعد کی بوجھل خاموشی کا راج تھا۔ رومی کے بیڈروم کا دروازہ بند تھا۔ وہ تھکے تھکے قدموں کے ساتھ اپنے کمرے میں چلی آئی، اور ایک پین کلر کھانے کے بعد اس نے

اسٹرونگ سی کافی بنائی اور اپنے بیڈ کی پشت سے ٹیک لگا کر دن بھر کی روداد کو ذہن میں دہرانے لگی۔

"مجھے کم از کم اسکا شکریہ تو ادا کرنا چاہیے۔۔۔" اس نے جلدی سے اپنا سیل فون اٹھایا اور ریسیوڈ کالز میں اسکا نمبر تلاش کرنے لگی آج کی تاریخ میں مطلوبہ وقت پر آنے والی کال دیکھ کر اسے جھٹکا لگا، اس وقت تو وہ سخت پریشانی میں یہ دیکھ نہیں سکی تھی لیکن اب ریسیوڈ کالز میں unknown کے نمبر کی جگہ "ہمزاد" لکھا ہوا تھا اور اس بات نے اسے اچھی خاصی الجھن میں مبتلا کر دیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"کوئی دیکھے نہ دیکھے شاہ میر تو دیکھے گا۔۔۔" طوبیٰ نے ہاتھ میں پکڑا کیلا مزے سے کھاتے ہوئے عوام الناس کو آگاہ کیا۔ اس وقت درشہوار کے بیڈروم میں انتقامی ایجنڈے پر ایک گول میز کانفرنس جاری تھی جس میں ایک فول پروف پلان ترتیب دیا گیا تھا، اور اس وقت اس پر بحث جاری تھی کہ طوبیٰ کے بیان کردہ خدشے کے بعد ایک لمحے کو کمرے میں مایوسی میں لپٹی ہوئی خاموشی پھیل گئی تھی۔

"ہاں میرو بھیا کی طرف سے تو مجھے بھی خطرہ ہے۔۔۔" درشہوار نے کافی کا آخری کڑوا گھونٹ پیتے ہوئے پریشانی سے کہا۔

http://paksociety.com http://paksociety.com

"اس کو تو آج چائے میں کوئی ٹرینکولائزڈال کر دے آئو۔" نمیرہ نے مونگ پھلی سے انصاف کرتے ہوئے مفت مشورہ دیا۔

"کوئی فائدہ نہیں، وہ نیند میں بھی اٹھ کر چل پڑے گا کمینہ۔۔۔" طوبیٰ نے بُرا سا منہ بنایا۔

"اوں ہوں۔۔۔۔" در شہوار کے سسٹرانہ جذبات انگڑائی لے کر بیدار ہوئے۔

"مانا کہ میرا بھائی واقعی بہت کمینہ ہے لیکن پلیز اس کے بارے میں منفی رائے کا اظہار یوں منہ پھاڑ کر سر عام نہ کیا جائے تا کہ ان کی اکلوتی بہن کے جذبات مجروح نہ ہوں۔" سیاہ کارڈیگن کے ساتھ میرون شال اوڑھے در شہوار شرارتی لہجے میں گویا ہوئی۔

"زیادہ ملکہ جذبات بننے کی ضرورت نہیں، تم اچھی طرح جانتی ہو، ہم تمہارے بھائی کے بارے میں جو کہتے ہیں وہ روز ازل کی طرح روشن اور کسی بھی قسم کے شک و شبے سے بالاتر ہوتا ہے۔" نمیرہ کے طنزیہ لہجے پر در شہوار کے جذباتی غبارے سے ساری ہوا نکل گئی۔

"اسکی کمینگیوں پر تو پی ایچ ڈی کا پورا تھیسس لکھا جا سکتا ہے۔۔۔" طوبیٰ کے بھی سارے پرانے زخم ایک ساتھ جاگ اٹھے۔

"وہ تو بالکل ٹھیک ہے پیاری بہنو، لیکن تم لوگ بھی ذرا ہاتھ ہولا رکھو، میں بھی بندہ بشر ہوں اور تین بھائیوں کی اکلوتی بہن والی میری گم شدہ غیرت جاگ اٹھی تو نقصان تو ہم تینوں کا ہی ہو گا ناں۔۔" در شہوار کی بات پر ان دونوں کو نہ چاہتے ہوئے بھی ہنسی آ گئی۔

"تین سے مجھے یاد آیا، بیا آپی کہاں غائب ہیں صبح سے۔۔؟" نمیرہ نے کسی چالاک لومڑی کی طرح آنکھیں گھما کر طوبیٰ کی طرف دیکھا۔

"وہ دا جی سے تازہ ترین بے عزتی کروانے کے بعد تین روزہ سوگ پر ہیں، صبح ہی یہ پریس ریلیز جاری کیا تھا انہوں نے۔" طوبیٰ نے پھلوں کی ٹوکری سے چن کر ایک موٹا تازہ کینو چھیلتے ہوئے اطلاع دی۔

"فی الحال تم یہاں سے نکلو اور جا کر میرو بھیا کے بارے میں تازہ ترین اپ ڈیٹ لے کر آئو، تا کہ مشن زیرو زیرو سیون پر کام شروع کیا جا سکے۔" در شہوار نے اس کے ہاتھ سے مالٹا چھینا اور واپس پھلوں کی ٹوکری میں رکھ دیا۔

"کیوں تمہیں جاتے ہوئے موت پڑتی ہے کیا۔۔۔" وہ طنزیہ لہجے میں گویا ہوئی۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

"مجھے تو اس وقت دیکھتے ہی وہ سمجھ جائیں گے کہ آج پھر کسی خفیہ مشن پر ہوں کیونکہ پوری دنیا جانتی ہے کہ مجھے نیند کتنی پیاری ہے اور میں وہ صرف اسی صورت میں قربان کرتی ہوں جب میرے اندر کوئی کھلبلی مچی ہوئی ہو۔" درشہوار اپنی ننھی سی خوبصورت ناک سکوڑ کر بولی۔

"ہاں تو میرا چہرہ مبارک دیکھ کر کون سا نہیں لگے گا کہ میں تہجد کے نفل پڑھنے کے لیے اٹھی ہوں۔" طوبیٰ کون سا کسی سے کم تھی

نمیرہ تم چلی جاؤ پلیز۔۔۔" درشہوار نے دنیا جہاں کی معصومیت اپنے لہجے میں سمو کر اپنی کزن کی طرف دیکھا، جو ہنوز مونگ پھلی" کے لفافے میں اس امید پر ہاتھ مار رہی تھی کہ شاید کچھ ہاتھ لگ ہی جائے۔

"توبہ کرو، ندرت امی کی نظر پڑ گئی تو اپنے گھٹنوں کی مالش کا آرڈر دے دیں گی، ویسے بھی آدھی رات کو ان کے سارے نامعلوم درد جاگ اٹھتے ہیں۔" نمیرہ کے صاف انکار پر درشہوار کا منہ بن گیا۔

"اب یہ کسی یتیم خانے کے مینیجر جیسی شکل مت بناؤ، جاتی ہوں میں، اور یاد رکھنا نیکسٹ ٹائم میں ہرگز نہیں جاؤں گی شیر کی غار میں اس پر ترس آ گیا، اور اسے کھڑا ہوتے دیکھ کر درشہوار مسکرا دی۔ ہاتھ ڈالنے۔" طوبیٰ کو

"شاباش میری بہن، تم "میر ہاؤس" کا فخر ہو، آنے والی نسلوں کے لیے "بہادری"، "بے باکی"، "ہمت" اور "جرائت" کا سمبل ہو۔" درشہوار نے لہک لہک کر اس کے گن گانے شروع ہی کیے تھے کہ نمیرہ نے ہاتھ کے اشارے سے اسے زبردستی روکا۔

"بس بس بہن، آدھی رات کو اتنے جھوٹ بولنے پر کہیں کوئی زلزلہ نہ آ جائے مری میں، باقی تقریر پھر کسی اور دن کر لینا۔"

"تم سب لوگ انسانوں کی طرح بیٹھ کر آیت کریمہ کا ورد کرو، میں ذرا نیچے کے حالات کا جائزہ لے کر آتی ہوں اور خبردار تم میں سے کسی نے میری پھلوں کی ٹوکری پر ہاتھ صاف کیا۔" طے شدہ پروگرام کے مطابق طوبیٰ نے پہلے سر نکال کر باہر جھانکا اور پھر دبے پاؤں درشہوار کے بیڈروم سے نکلی۔ وہ دھڑکتے دل اور لرزتی ٹانگوں کے ساتھ دل ہی دل میں آل تو جلال تو پڑھتی ہوئی فرسٹ فلور کی سیڑھیاں اترنے لگی، اور آج تو ویسے بھی دا جی اور تایا ابا کی غیر موجودگی میں امن شانتی کا دور دورہ چل رہا تھا۔

"اُف۔۔۔" چلتے چلتے اسکا پاؤں سیڑھیوں میں رکھے آرائشی گملے سے ٹکرایا اور وہ لڑکھڑا گئی اور گرل کو پکڑ کر اس نے خود کو گرنے سے بچایا۔

''اُف یہ کم بخت در شہوار کی انٹریئر ڈیزائننگ۔۔''اس نے غصّے میں گملے کو ٹھوکر ماری، جو خاصی مہنگی پڑی۔اس کے پیر کا ناخن ہلکا سا ٹوٹ گیا۔

''یہ تم کیا آدھی رات کو گملوں اور دیواروں سے ٹکراتی پھر رہی ہو۔''شاہ میر کی آواز نے گویا صور اسرافیل پھونک دیا تھا۔ایک ہاتھ میں کافی کا مگ پکڑے اور دوسرے ہاتھ میں پکڑی پلیٹ میں فرنچ فرائز کا پہاڑ بنائے وہ کچن سے نکلتے ہوئے اس کی یہ حرکت نہ صرف دیکھ چکا تھا بلکہ اسکے چہرے پر وہی دل جلاتی مسکراہٹ تھی جس سے طوبیٰ سخت خار کھاتی تھی۔

''خبیث، ابھی تک الوئوں کی طرح جاگ رہا ہے۔۔''اس نے دل ہی دل میں شاہ میر کو کوسا۔

''یہ دل ہی دل میں کون سا ڈھائی کا پہاڑا دہرا رہی ہو۔''وہ اسکی خاموشی پر اکتا کر بولا۔

''تمھیں کیا تکلیف ہے۔۔''طوبیٰ کے سارے موڈ کا ستیاناس ہو گیا۔

''تکلیف مجھے نہیں، تمہیں ہو رہی ہے، جو اس طرح لنگڑا لنگڑا کر چل رہی ہو۔''حال''تو خیر پہلے ہی خراب تھا تمہارا اب تو''چال''کی بھی بُری حالت ہو گئی ہے، اف کیا بنے گا تمہارا۔۔''شاہ میر کی زبان پھسلی۔

''آج تک کالا باغ ڈیم کا کچھ بنا ہے پاکستان میں۔۔''طوبیٰ نے کھا جانے والی نگاہوں سے اپنے تایا زاد کی طرف دیکھا، جس کی بولتی نگاہیں اور شرارتی لہجہ اسے سلگا کر رکھ دیتا۔

''ایک دفعہ مجھے حکم کرو، کالا باغ ڈیم کیا، طوبیٰ ڈیم بھی بنا دوں گا۔''وہ شرارتی نظروں سے اسے دیکھتا ہوا چائے کا کپ سائیڈ میز پر رکھ کر خود مزے سے فرنچ فرائز کھانے لگا، گرما گرم فرنچ فرائز پر کیچپ کے نقش و نگار دیکھ کر طوبیٰ کے منہ میں بھی پانی آ گیا۔

''اے طائر لاہوتی، اس رزق سے موت اچھی۔۔''اس نے دل ہی دل میں یہ مصرعہ یاد کر کے اپنی ہمت خود بندھائی اور منہ میں آئے پانی پر بمشکل بند باندھ ہی لیا، اگرچہ یہ انتہائی مشکل کام تھا۔

''ویسے آج کیا جنگل میں اکیلے ٹہل قدمی کا ارادہ ہے تمہارا، اگر تم کہو تو میں ساتھ دینے کو تیار ہوں۔۔''شاہ میر کے لبوں پر بڑی جاندار مسکراہٹ کھیل رہی تھی جبکہ طوبیٰ کی نظریں ہال کمرے میں لگے وال کلاک پر تھیں، ٹائم ریت کی طرح ہاتھوں سے پھسلتا ہی جا رہا تھا۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

http://paksociety.com

"تمہاری یونٹ والے والے بلاتے کیوں نہیں ہیں تمہیں، عورتوں کی طرح آکر بیٹھ گئے ہو گھر میں۔" وہ تیکھے لہجے میں ابرو چڑھا کر بولی تو شاہ میر کے حلق سے نکلنے والا قہقہہ خاصا بلند تھا۔

"اللہ کے فضل سے میرا لوآئی سی بہت مہربان ہے مجھ پر۔ سوچ رہا ہوں جوائننگ دے کر پھر کسی بہانے آجاؤں واپس۔" وہ اسے چڑانے کو بولا۔

"پتا نہیں کون سے پاک فوج کے جوان ہوتے ہیں جنہیں محاذ پر جانے کا شوق ہوتا ہے، ادھر ایک ہی نمونہ ہے ہمارے گھر میں، جو ہر کھولے بیٹھا رہتا ہے۔۔" وہ بڑبڑاتی ہوئی سیڑھیوں کی طرف واپس بڑھی، اور شاہ میر اسکا ارادہ بھانپ کر بڑی وقت یہیں محاذ آرائی تیزی سے اسکے سامنے آن کھڑا ہوا۔

"کیا، کہا تم نے۔۔۔؟" اس نے لاشعوری انداز میں طوبیٰ کا بازو پکڑا، وہ سپٹا گئی۔

"بازو چھوڑو میرا۔۔۔" اسکے بوکھلانے اور نظریں چرانے پر وہ ہلکی سی خوشگوار حیرت کا شکار ہوا۔

"میری طرف دیکھ کر بات کرو۔۔۔" اس کے لہجے کی تپش پر ایک پل کو طوبیٰ کا دل بھی جیسے بھنور کھا کر رہ گیا۔

"بولتی کیوں نہیں ہو اب۔۔۔" شاہ میر کے گھمبیر لہجے پر طوبیٰ کے صبیح چہرے کی رنگت ایک پل کو متغیر ہوئی۔

"ہاں بولو، میں نے کون سا قرضہ لے رکھا ہے تم سے۔۔۔" وہ جھٹکے سے اپنا بازو چھڑا کر اب اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اسکے ضبط کا کڑا امتحان لے رہی تھی۔ شاہ میر کے اندر چھن کر کے کچھ ٹوٹا۔

"کیا واقعی چلا جاؤں واپس۔۔۔؟؟؟" شاہ میر نے سرگوشی کی۔

"میری بلا سے۔" اس نے بیزاری سے کندھے اچکا کر کہا۔ "پہلے کون سا میں نے دعوت دے کر بلوایا تھا۔۔۔" اسکے ہر انداز میں اکتاہٹ تھی۔

"ایک وقت آئے گا کہ تم خود منتیں کیا کرو گی میری، کہ واپس آجاؤ، اور میں نہیں آؤں گا۔" وہ گہری نظروں سے اسے تکتا ہوا سنجیدہ ہوا۔

"اور یہ وقت انشاءاللہ کبھی نہیں آئے گا۔۔" طوبیٰ جبراً مسکرائی تو اسکے گالوں پر بڑے گہرے ڈمپل بنے اور شاہ میر کو اپنا دل ان گڑھوں میں ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔ وہ تیز تیز سیڑھیاں چڑھ کر اوپر جا چکی تھی اور شاہ میر کا میز پر رکھا کافی کا کپ ٹھنڈا ہو کر بدذائقہ ہو چکا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سرد موسم کی شدت سے زیادہ اس دن کی تلخی نے شہرزاد کو تھکا دیا تھا۔ اسے لگ رہا تھا جیسے آنے والے لمحوں کا خوف کسی زہریلے مار کر اس کے کمرے میں آن بیٹھا ہو۔ رومیصہ کے کارنامے کے اثرات پوری سہگل فیملی کو بھگتنے سانپ کی صورت میں کنڈلی تھے۔ اسکے اندر حبس اور گھٹن کا احساس ایک دم ہی بڑھ گیا تھا۔ اس نے بے اختیار اٹھ کر کھڑکیوں کے بلائنڈز ہٹا کر شیشہ پیچھے کر دیا ساتھ موسم سرما کی ٹھنڈی یخ ہواؤں نے اسکا استقبال کیا۔ وہ کچھ دیر آسمان کی تاریکیوں میں اپنی تھا۔ باہر ہلکی ہلکی کن من کے قسمت کے روشن ستارے کو کھوجنے کے بعد تھک ہار کر اپنے بیڈ پر بیٹھ گئی اور اسکے کراؤن سے ٹیک لگا لی۔۔ سائیڈ میز پر رکھا آئی پیڈ اٹھا کر اس نے اپنی فیس بک آئی ڈی آن کی اور رومی سہگل کے نام سے بنے پیج کو سرچ کیا، جو تھوڑی سی تلاش کے بعد اسے مل گیا تھا۔ اس پر رومی کی پوسٹ کردہ خرافات جوں کی توں موجود تھیں، جس کے لیے وہ دل ہی دل میں ڈھیروں دعائیں کر چکی تھی کہ کاش رومی خود اسے ڈیلیٹ کر دے۔ چند گھنٹوں میں اس پیج پر ہزاروں کی تعداد میں لائیکس اور بیشمار فضول کمنٹس کی بھرمار تھی۔

"ہم بھی بیمار ذہنیت کے لوگ ہیں جن چیزوں کو اخلاقیات کے دائرے سے باہر دیکھتے ہیں اس پر غیر اخلاقی کمنٹس کرنا بھی اپنا قومی فریضہ سمجھتے ہیں۔" شہرزاد نے بیزاری سے وہ پیج بند کر کے اپنی پروفائل اوپن کر لی۔ اچانک اسکی نظر اپنی فرینڈ لسٹ پر پڑی، اس لسٹ میں ہم زاد کا نام دیکھ کر اسے شاک لگا، وہ رک گئی۔ یہ آئی ڈی اس نے مری کانونیٹ کے زمانے میں بنائی تھی اور لندن جانے کے بعد بند کر دی تھی، بیچ میں وہ کبھی کبھار اسے اوپن کر کے سرسری نظر ڈال لیتی لیکن اسے اچھی طرح سے یاد تھا کہ اس نے ہم کی کسی آئی ڈی کو اپنے پاس ایڈ نہیں کیا تھا، اسکا مطلب تھا کہ وہ جو کوئی بھی تھا، پہلے اپنے اصل نام سے اس کی فرینڈ لسٹ میں زاد نام ایڈ ہوا تھا اور پھر اس نے اپنی پروفائل کا نام تبدیل کر دیا تھا۔ اس نے جلدی سے اسکی وال چیک کی، وہ کبھی کبھار سوشل ایشوز اور ملکی حالات پر انتہائی دلچسپ اسٹیٹس لگاتا تھا اور اسکے پاس تقریباً سات سال پہلے ایڈ ہوا تھا۔ اسی فرینڈ لسٹ میں اس کے سکول کے زمانے کے کئی کلاس فیلوز موجود تھے۔ جن کے نام اسکے ذہن سے نکل چکے تھے لیکن کسی کسی کی شکل تھوڑی بہت

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

یاد تھی۔

"کیا یہ لوگ جانتے ہیں کہ "ہم زاد" نام کے پیچھے کون ہے۔۔۔؟" اس کے ذہن کی سلیٹ پر ایک سوال ابھرا۔

"یقیناً جانتے ہونگے۔۔۔" اس سوچ نے اس کے اندر توانائی کا ایک جہان بھر دیا۔ اس نے کچھ سوچ کر اپنی مری کانوینٹ کے زمانے کی فرینڈ روادبہ کا نمبر ملایا، جس سے اس کی کسی زمانے میں اچھی فرینڈ شپ تھی، اور لندن جانے کے بعد بھی کچھ عرصہ سوشل میڈیا پر رابطہ رہا اور پھر دونوں اپنی اپنی دنیاؤں میں مگن ہو گئیں۔

"شیری، تم زندہ ہو ابھی۔۔۔؟" دوسری طرف روادبہ اسکی آواز سن کر خوشگوار حیرت کا شکار ہوئی۔

"زندہ ہوں تو بات کر رہی ہوں ناں۔۔۔" وہ اسکے والہانہ انداز پر مسکرائی۔

"کب آئیں پاکستان، اور بے وقوف لڑکی، آ کر رابطہ کیوں نہیں کیا۔؟" وہ اپنے ازلی بے تکلفانہ انداز میں گویا تھی۔

"ابھی آئے ہوئے ٹوٹل تین چار دن ہی تو ہوئے ہیں مجھے۔۔۔۔" وہ چاہ کر بھی ویسی فرینکنیس کا مظاہرہ نہیں کر پائی۔ ریزرو تو وہ شروع ہی سے تھی لیکن اب ضرورت سے زیادہ محتاط ہو گئی تھی۔

"چلو پھر کل کا لنچ میری طرف، بیٹھ کر کہیں کانوینٹ دور کی یادیں تازہ کرتے ہیں۔" روادبہ نے فوراً نے ہی اسے دعوت دی جو اس نے کچھ سوچ کر قبول کر لی۔ دس پندرہ منٹ پرانی یادیں دہرنے کے بعد شہرزاد نے اچانک وہ سوال پوچھ ہی لیا، جسکے لیے اس نے اسے کال کی تھی۔

""یہ فیس بک کے میچوئل فرینڈز میں "ہم زاد" کے نام کی آئی ڈی کس کی ہے۔۔؟

"شیطان کی۔۔۔" وہ کھکھلا کر ہنسی۔

"مطلب۔۔۔؟" وہ الجھ گئی۔

"آئی ڈونٹ نو یار، کوئی کلاس فیلو لگتا ہے، سبھی کے بارے میں جانتا ہے، لیکن اپنے بارے میں کچھ نہیں بتاتا، بہت مزے مزے کی پوسٹس لگاتا ہے اس لیے ابھی تک ان فرینڈ نہیں کیا۔۔۔" روادبہ بڑی لاپرواہی سے بتا رہی تھی۔

"لیکن اس طرح اپنی شناخت چھپانے کا فائدہ۔۔؟" شہرزاد کو مایوسی ہوئی۔

"ہو سکتا ہے اسے ہو، ویسے بھی ہر کسی کو اپنی لائف اپنے طریقے سے گذارنے کا حق ہے، ہم کسی کو اپنے رولز اینڈ ریگولیشنز کے پابند تو نہیں کر سکتے، تم بتاؤ، کب پریکٹس اسٹارٹ کر رہی ہو۔" رودابہ نے اپنے مخصوص لاپرواہ انداز میں بات کو چٹکیوں میں اڑایا۔

"ہاں، سوچ رہی ہوں کوئی فرم جوائن کر لوں۔۔۔" شیری نے سنجیدگی سے بتایا۔

"اگر ایسا کوئی پروگرام بن رہا ہے تو مجھے بتانا، ہو سکتا ہے میں تمہاری کچھ ہیلپ کر سکوں۔" رودابہ کے خلوص پر اسے کبھی کوئی شک نہیں ہوا تھا۔ اسی وقت شہزاد کے روم کا دروازہ ہلکا سا ناک ہوا، رومیصہ تھکے تھکے سے انداز سے اندر داخل ہوئی۔

"شیور، وائے ناٹ، اوکے رودابہ، کل ملتے ہیں، پھر بات ہو گئی، ٹیک کیئر، بائے۔۔۔" اس نے جلدی سے کال ڈسکنکٹ کی۔

"کیسے آنا ہو۔۔۔؟" شہزاد نے دانستہ سپاٹ نظروں سے رومیصہ کی طرف دیکھا۔

"تم خفا ہو مجھ سے۔۔۔" رومی نے اپنے ہاتھوں کی انگلیاں چٹخاتے ہوئے پوچھا۔

"کیوں۔۔۔؟" شہزاد کا پرسکون انداز اسے مزید اضطراب کا شکار کر گیا۔

"اسی بات پر جس پر مام خفا ہیں۔۔۔" وہ ہلکا سا جھجک کر بولی۔

"تمہیں پتا ہے رومی، میں کسی کی پرسنل لائف میں اس وقت تک انٹرفیئر نہیں کرتی، جب تک وہ چیز کم از کم میری لائف پر نہ effect کرے۔"

"تمہاری زندگی ہے، تم اگر ایسی ہی گذارنا چاہتی ہو تو ایز یو وش، میں تمہیں منع نہیں کروں گی، جیسے میں مام کو نہیں کرتی۔" شہزاد نے اس دفعہ کھل کر اپنی رائے کا اظہار کیا، اسکا دوٹوک انداز، اور سنجیدہ لہجہ رومیصہ کے لیے خاصی مایوسی کا باعث بنا۔

"تمہیں ماما کی چیپ حرکتوں پر ہرٹ نہیں ہوتی ہو۔؟ کیا انہیں یہ سب سوٹ کرتا ہے۔۔؟" وہ متنفر لہجے میں گویا ہوئی۔

"کیا تمہیں سوٹ کرتا ہے وہ سب، جو تم کر رہی ہو۔۔؟" شیری کے الٹا سوال کرنے پر وہ سپٹا گئی۔

"میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔۔۔" وہ بُرا مان گئی۔

"انہوں نے بھی ایسا کچھ نہیں کیا۔۔۔" شیری نے ان کا دفاع کیا۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

"اس ایج میں آئے دن کے اسکینڈلز اور شادیاں، تمہارے نزدیک کچھ نہیں ہیں۔" وہ ہلکا سا جھنجھلائی۔

"لائف پارٹنر کی ضرورت تو انسان کو ہر عمر میں رہتی ہے، اور ان کی بدقسمتی کہ ان کی پہلی اور دوسری شادی کامیاب نہیں ہو سکی، دنیا میں بہت سے لوگوں کے ساتھ ایسا ہوتا ہے، تو کیا اسکا یہ مطلب تھوڑی ہے کہ وہ دنیا سے کنارہ کشی کر کے ساری خوشیوں کو اپنے اوپر حرام کر لیں۔"

"وہ جان بوجھ کر ایسے کرپٹ لوگوں کا انتخاب کرتی ہیں۔۔۔" رومی تلخ لہجے میں گویا ہوئی۔

"کوئی بے وقوف انسان ہی جان بوجھ کر اپنے لیے کوئی بُرا انتخاب کر سکتا ہے اور کم از کم مام جیسی پریکٹیکل اور پروفیشنل وومن سے میں ایسی چیز کی توقع نہیں کرتی، یہ الگ بات ہے کہ اس معاملے میں ان کی قسمت ان کا ساتھ نہیں دیتی۔" شہرزاد نے اس دفعہ کھل کر کہا۔

"تم مام کو ڈی فینڈ (دفاع) کر رہی ہو۔۔" وہ بیزار ہوئی۔

"نہیں میں تمہیں حقیقت بتا رہی ہوں۔۔۔" وہ اپنے ازلی پرسکون انداز سے گویا ہوئی۔

"تمہیں نہیں پتا ان کے یہ فیصلے کتنے بُرے رہے ہیں میرے لیے۔۔۔" وہ ان سے حد درجہ خفا تھی۔

"انسان کے اپنے فیصلے زیادہ خطرناک ہوتے ہیں اپنے لیے۔۔۔" شیری نے اس کی تصیح کی۔

"مام نے اپنی جھوٹی سچی کہانیاں سنا کر تمہیں بھی اپنی طرف مائل کر لیا ہے، میں اچھی طرح جانتی ہوں، انہیں دوسروں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کا فن آتا ہے۔۔" وہ اب شہرزاد کی طرف سے بھی بدگمان ہوئی۔

"تم بھی مجھ سے شئیر کر سکتی ہو، ٹرسٹ می، میں تمہیں بھی کبھی بُرا نہیں کہوں گی۔۔" شہرزاد نے اسے اب نرمی سے گھیرنا چاہا۔

"مجھے ضرورت نہیں ہے۔۔۔" وہ ناراضگی سے پاؤں پٹختی ہوئی اسکے کمرے سے نکل گئی، لیکن شہرزاد کو اس احساس نے طمانیت بخشی تھی کہ کم از کم اس کے دل میں اسکے لیے کوئی نرم گوشہ موجود تھا۔ وہ اب رومیصہ کو اپنے طریقے سے ہینڈل کرنے کا تہیہ کر چکی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

http://paksociety.com

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

ڈانسنگ فلور تیز جلتی بجھتی بتیوں کے حصار میں تھا۔۔۔ انگلش میوزک کا تیز اور بے ہنگم شور، سماعتوں میں پہنچ کر ینگ جنریشن کے جوش و جنون اور ولولے میں اضافہ کر رہا تھا۔ فلور پر تھرکتی، نامناسب لباس میں موجود لڑکیاں، دیکھنے والوں کے صبر کا امتحان بن محسوس ہو رہا تھا۔ وہ یہاں سکون کی تلاش میں آئی تھی۔ شہر رہیں تھیں وہاں موجود سبھی لوگوں کو اپنے اندر ایک ہیجان سا برپا ہوتا زاد کا ام کو اسپورٹ کرنا اسے بُری طرح سے چبھا تھا، اسکا ذاتی خیال تھا کہ اسکی بہن کو بھی اس معاملے میں اسی کا ساتھ دینا چاہیے، لیکن اس کے رویئے نے اسے نہ صرف مایوس کیا تھا بلکہ اچھا خاصا ڈپریشن میں مبتلا کر دیا تھا۔ تبھی وہ رات کے اس پہر اپنی فرینڈ کنزہ کے ساتھ اس کلب میں موجود تھی۔ یہاں آکر بھی وہ انتہائی ذہنی خلفشار کا شکار تھی۔ اسکن ٹائیٹ جینز پر پنک شرٹ کے ساتھ اس نے ایک چھوٹا سا مفلر گلے میں لٹکا رکھا تھا۔ اسکی آنکھوں کے پپوٹے سوجے ہوئے تھے، وہ پچھلے دو دن سے بالکل نہیں سو سکی تھی، اور اس وقت کنزہ اسے چھوڑ کر فل انجوائے منٹ کے موڈ میں تھی، تبھی اسے ایک کونے میں اکیلے بیٹھنا پڑا۔

"ہائے ہنی۔۔۔" ایک چوبیس پچیس سال کا لڑکا لڑکھڑاتا ہوا اسکے بالکل پاس آن کھڑا ہوا اور اسکے چہرے پر گری لٹ کو چھو کر بدتمیزی سے بولا۔

"ہائے۔۔۔" رومی نے بیزاری سے اسے دیکھا، وہ یقیناً نشے میں تھا۔

"آئو، جوائن کرو مجھے۔۔۔" وہ زبردستی اسکا بازو پکڑ کر ڈانسنگ فلور پر لے جانے کی کوشش کرنے لگا۔

"مجھے کوئی انٹرسٹ نہیں۔۔۔" رومیصہ کا چہرہ سرخ ہوا اور وہ جھنجلا کر اپنا بازو اسکی مضبوط گرفت سے چھڑانے لگی۔

"تو پھر یہاں کیا جھک مارنے آئی ہو۔۔۔" اسکا طنزیہ لہجہ رومیصہ کو آئوٹ کر گیا، اس نے گھما کر ایک تھپڑ اسکے چہرے پر دے مارا۔

"یو بچ (Bitch) ۔۔۔۔" وہ لڑکا مشتعل ہوا۔

"آئی ول کل یو۔۔۔" وہ خطرناک ارادوں کے ساتھ رومیصہ کی طرف بڑھا، لیکن اس سے پہلے ہی اسکے دو فرینڈ درمیان میں آ گئے۔

"روحیل، ڈونٹ لوز یور ٹیمپر۔۔۔" اسکے ایک فرینڈ نے زبردستی اسے پکڑا۔

"اس نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا، جسٹس محمود کے بیٹے پر، اوقات کیا ہے اس کی۔" اسکا لہجہ درشت اور جھنجلایا ہوا تھا، سارا نشہ بھی ہرن ہو گیا تھا۔

"آپ پلیز جائیں یہاں سے۔۔۔"اس کے اسی دوست نے التجائیہ لہجے میں رومیصہ سے کہا۔

"نہیں جاتی، کیا کر لیں گے آپ۔۔"اس نے بھی ہٹ دھرمی دیکھائی، لیکن اس وقت کنزہ کو ساری سچویشن سمجھ میں آچکی تھی۔

"آر یو میڈ۔۔۔؟"رومیصہ کی فرینڈ کنزا اسٹیج سے بوکھلا کر اتری اور اسکا بازو پکڑ کر گھسیٹتی ہوئی باہر لے آئی۔

"جانتی ہو، وہ جسٹس محمود کا بیٹا ہے، روحیل محمود۔۔۔"کنزہ نے کھا جانے والی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"جسٹس کا بیٹا ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس کے پاس ہر بے ہودا حرکت کرنے کا پرمٹ ہے۔۔"رومیصہ کی آواز کے اتار چڑھائو سے اسکی دماغی کھولن کا اندازہ ہو رہا تھا۔وہ تیز بارش میں بغیر کسی سویٹر یا کوٹ کے پارکنگ میں کھڑی تھی۔

"میں گھر جا رہی ہوں۔۔۔"اسکا دل ایک دم ہی یہاں کے ماحول سے بھی اچاٹ ہو گیا۔

"ادھر دو گاڑی کی کیز، آدھی رات کو مارو دو گی کہیں۔ویسے بھی موسم اتنا خراب ہے۔"کنزہ نے اسے فرنٹ سیٹ کی طرف دھکیلتے ہوئے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور برق رفتاری سے گاڑی مین روڈ پر لے آئی۔ تیز بارش کے تسلسل میں کچھ کمی آگئی تھی لیکن اب ژالہ باری کا سلسلہ بھی ساتھ شروع ہو گیا تھا۔رات کی تیرگی میں، اس موسم میں ڈرائیو کرنا واقعی مشکل تھا، لیکن کنزہ بڑی مہارت سے گاڑی چلا رہی تھی۔موسم سرما کی سخت اور کہر جما دینے والی سردی کو انجوائے کرنے کے لیے چند منچلے بھی میدان میں اتر آئے۔ سلسلہ شروع ہو گیا، رات کے اس پہر ان منچلوں نے پٹرولنگ پر موجود پولیس والوں کو اسلام آباد ایکسپریس وے پرون ویلینگ کا ایکدم ہی پریشان کر دیا تھا، یہ سب بڑے گھرانوں کی بگڑی ہوئی اولادیں تھیں، جن کو منع کرنا بھی ایک دردسری تھی۔رومیصہ بیگ سے لائٹر نکال کر سگریٹ سلگانے لگی۔اسکے اندر اپنی ہی سوچوں کا ایک جہنم آباد تھا، جس نے اسے باہر کے موسموں سے لاتعلق کر دیا تھا۔اس نے ایک دم ہی گاڑی کا شیشہ نیچے کیا، اور ٹھنڈی ہوا کے جھونکے کنزہ کو کپکی میں مبتلا ہو گئے۔

"پاگل تو نہیں ہو گئی ہو۔۔۔"کنزہ نے اپنی سائیڈ پر لگے بٹن سے گاڑی کا شیشہ فل اوپر کر کے ہیٹر جلایا۔

"مجھے suffocation (گھٹن) فیل ہو رہی ہے۔۔۔"اسکا لہجہ تھکا تھکا سا تھا۔

"کیا پرابلم ہے تمہارے ساتھ رومیصہ، جو چاہتی ہو، کر لیتی ہو، پھر بھی ریلکس نہیں ہوتی ہو۔"وہ حیران ہوئی۔کنزہ کے ساتھ اسکی فرینڈ شپ کو زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا اور ویسے بھی رومیصہ لونگ ٹرم ریلیشنز پر یقین نہیں رکھتی تھی۔وہ چیزوں کے ساتھ ساتھ

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

بہت جلد لوگوں اور رشتوں سے بیزار ہو کر انہیں چھوڑ دیتی۔ یہ اس کی شخصیت کی سب سے بڑی خامی تھی۔ جو چیز اسے بہت زیادہ اٹریکٹ کرتی، وہ کچھ ہی دن کے بعد بے قدری سے اسکے کمرے میں رل رہی ہوتی۔

"پتا نہیں، کچھ کمی ہے، کچھ نہ ہونے کا احساس ہے، جو مجھے کھل کر خوش ہونے نہیں دیتا۔۔۔" اس نے پہلی دفعہ بے تکلفی سے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

"مثلاً۔۔۔؟" کنزہ نے جیسے ہی گردن موڑ کر رومیصہ کی طرف دیکھا، اسے جھٹکا لگا، کیونکہ اسکی نظر رومیصہ کی سائیڈ کے کھڑکی کے شیشے سے ہوتی ہوئی باہر سڑک پر جسٹس محمود کے بیٹے کی ہیوی بائیک پر پڑی۔ وہ نہ جانے کب سے ان کے تعاقب میں تھا۔ اس نے رومیصہ کو بتائے بغیر گاڑی کی اسپیڈ بڑھا دی۔ وہ اسے پریشان کرنا نہیں چاہتی تھی۔

"کیا کہہ رہی تھیں تم۔۔۔" کنزہ نے خود کو نارمل ظاہر کے لیے یونہی پوچھا۔ وہ بیک مرر سے روحیل کو دیکھ رہی تھی، جو تھوڑا پیچھے رہ گیا تھا۔

"تقدیر کا ہاتھ بہت بے رحم ہوتا ہے، وہ جن لوگوں پر بے دریغ دونوں ہاتھوں سے لٹاتی ہے، ان کو بھی مکمل خوش ہونے نہیں دیتی۔ کوئی نہ کوئی ایک کونہ تشنہ رکھتی ہے، تاکہ لوگ بھکاریوں کی طرح سر جھکائے اس کے سامنے گڑگڑاتے رہیں، ایڑیاں رگڑ رگڑ کر اس سے مانگتے رہیں لیکن پھر بھی خواہشوں کی تکمیل کے زم زم ہر کسی کے لیے جاری نہیں ہوتے۔" کنزہ گاڑی چلاتے ہوئے اس کی بھڑاس سن رہی تھی۔ روحیل محمود اپنی بائیک کو دوبارا اس کی گاڑی کے عین برابر لے آیا تھا، کنزہ نے کنکھیوں سے دیکھا، وہ اپنی لیدر کی جیکٹ سے ایک چھوٹا، اور جدید قسم کا پسٹل نکال رہا تھا۔

"اوہ مائی گاڈ، یہ باسٹرڈ تو وہی ہے، اور اسکے ہاتھ میں پسٹل ہے۔۔۔" رومیصہ کی بھی اچانک اس پر نظر پڑی اور وہ بوکھلا گئی۔

"ٹیک اٹ ایزی۔۔۔" کنزہ نے گھبرائے ہوئے لہجے میں اسے تسلی دینا چاہی۔

"گاڑی روکو۔۔" روحیل بلند آواز میں چیخا۔ وہ اپنا پسٹل والا ہاتھ فضا میں لہرا رہا تھا۔ کنزہ نے ایک دم خوفزدہ ہو کر بریک لگائی اور روحیل جو اچانک ہی اپنی بائیک انکے سامنے لے آیا تھا، تیز بارش اور پھسلن زدہ سڑک پر اس کی بائیک آوٹ آف کنٹرول ہو کر ان کی گاڑی سے ٹکرائی اور وہ اچھل کر بری طرح سڑک پر جا گرا۔ بارش سے زیادہ تیز اس کے سر سے نکلنے والا خون کا فوارہ تھا۔ اس

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com
http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ہو گیا۔ اسکی ہیوی بائیک بھی دور جا گری کا سر بہت بُری طرح زمین سے ٹکرایا تھا اور کچھ دیر تڑپنے کے بعد اسکا جسم بالکل ساکت تھی۔ کنزہ اور رومیصہ کے منہ سے بے ساختہ چیخ نکلی، اور ان کی بد قسمتی تھی کہ پولیس کی پٹرولنگ پر موجود گاڑی لنک روڈ سے اچانک ہی مین روڈ پر آن نکلی اور انہوں نے روحیل محمود کو اپنی آنکھوں سے ان کی گاڑی سے ٹکرا کر بہت بُری طرح سڑک پر گرتے دیکھا تھا۔ دو پولیس آفیسر ز جلدی سے گاڑی سے اترے اور بڑی سرعت سے روحیل کی طرف پہنچے، کنزہ اور رومیصہ بھی گاڑی سے باہر نکل چکیں تھیں، ٹھنڈا یخ موسم ان کی رگوں میں خون جما رہا تھا لیکن وہ خوف سے تھر تھر کانپ رہیں تھیں۔

"آئی تھنک۔۔۔ He is no more" پولیس آفیسر کے منہ سے نکلنے والے اس فقرے کو سن کر ان دونوں کو لگا، جیسے مارگلہ کی ساری پہاڑیاں ان کے وجود سے ٹکرا کر ان کے پرخچے اڑا گئیں ہوں اور وہ دونوں منہ پر ہاتھ رکھے سخت صدمے سے روحیل کی تیز بارش میں زمین پر پڑی ڈیڈ باڈی کو دیکھ رہیں تھیں۔ وہ ان کے پیچھے تھا اور موت اسکے تعاقب میں تھی اور جیت اجل ہی کی ہوئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مری کے بادلوں کے ساتھ فضائوں میں رقص کرنے والے اولے، اب روئی کے گالوں کی صورت میں ہر چیز پر سفید چادر بچھا رہے تھے، ایسا لگ رہا تھا جیسے پورے شہر نے چاندی کا لباس زیب تن کر لیا ہو۔ سڑکوں، عمارتوں، درختوں اور ہر چیز پر برف ہی برف تھی۔ میر ہائوس کا پچھلا دروازہ کھلا اور برساتیاں پہنے وہ تینوں لڑکیاں اپنے مشن کی تکمیل کے لیے باہر نکلیں، موسم کی شدت بھی ان کے آہنی ارادوں میں کوئی دراڑ نہیں ڈال سکی۔ وہ زمین پر بچھے برف کے فرش پر احتیاط سے چل رہیں تھیں۔ در شہوار کے ہاتھ میں چھاتا، جبکہ طوبیٰ نے ہاتھ میں ایک ٹارچ اٹھا رکھی تھی اور نمیرہ کے پاس ایک شاپر تھا، جس میں اس مشن کی تکمیل کا سامان موجود تھا۔ ان تینوں نے بڑی احتیاط سے محمد ہادی کے گھر کی چھوٹی سی دیوار پھلانگی، وہ تینوں اب اس کے گھر میں موجود تھیں۔

"جلدی کرو۔۔۔" سردی کی شدت سے طوبی کے دانت بج رہے تھے۔

"اب کیا اڑنا شروع کر دیں۔۔۔" در شہوار جھنجھلا گئی۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

"بکومت، جلدی لاک لگائو۔۔"طوبیٰ نے غصّے سے درشہوار کی طرف دیکھا، جو بڑی احتیاط سے محمد ہادی کے گھر کے داخلی دروازے کی کنڈی چڑھا رہی تھی اور منصوبے کے تحت اب اسے باہر اپنا لاک لگانا تھا۔ ہادی کے گھر میں داخل ہونے کا واحد یہی دروازہ تھا، جس پر لگا بھاری بھر کم قفل، اب گھر میں موجود مکینوں کو اندر قید کر چکا تھا۔

"پوسٹر نکالو۔۔۔"درشہوار نے مشن کی کمانڈ سنبھالتے ہوئے اگلا آرڈر جاری کیا۔

طوبیٰ نے شاپر سے ایک درمیانی سائز کا پوسٹر نکالا اور دروازے پر چسپاں کر دیا۔ جس پر بڑے بڑے حروف میں "گوانتاناموبے" لکھا ہوا تھا۔

"نمیرہ باہر کے گیٹ پر لگے تالے میں ایلفی ڈال کر آئو جلدی سے۔۔۔"درشہوار نے سرگوشی میں اگلا حکم جاری کیا۔

"یار "اسنو فالنگ" بہت زیادہ ہے۔۔۔"ہادی کے برآمدے میں کھڑی نمیرہ جھجک کر بولی۔

"بے فکر رہو، یہ برف، تمہارے بھاری بھر کم جسم کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی، ہم لوگ اپنا کام کر چکے ہیں۔"طوبیٰ نے غصّے سے کہا۔

"بکواس مت کرو، جاتی ہوں، تم دونوں سب سے اوکھا کام مجھے دیتی ہو۔۔۔"رات کے اندھیرے میں برف کے فرش پر احتیاط سے قدم رکھتی ہوئی نمیرہ بڑی مشکل سے ہادی کے گیٹ تک پہنچی اور اندر کی طرف لگے تالے میں ایلفی ڈال کر جیسے ہی پلٹی، اسکا پائوں پھسلا اور وہ بڑی سرعت سے لان کے نچلے حصّے میں جا گری، درشہوار اور طوبیٰ نے اپنے حلق سے نکلنے والے قہقہوں کو بمشکل لبوں پر ہاتھ رکھ کر اندر ہی دبایا۔

"ہائے منحوسو، تم لوگوں کی انتقامی کاروائیاں مروا گئیں مجھے۔۔"وہ زمین پر لیٹی دہائیاں دے رہی تھی۔۔

"ہمت کرو، ورنہ برف کی قبر میں دفن ہو جائو گی۔۔"طوبیٰ اور درشہوار نے بمشکل اسے اٹھایا اور کمرے تک پہنچا کر ان کی اپنی حالت بُری ہو گئی لیکن وہ منظر یاد کرتے ہی ان دونوں کے منہ سے دوبارا ہنسی کا فوارا پھوٹ پڑا، جو نمیرہ کو سخت ناگوار گزرا۔

"اللہ کرے تم دونوں کی داڑھ میں درد ہو۔۔۔"آتشدان کے عین سامنے بیٹھی نمیرہ بلند آواز میں انہیں بددعائیں دے رہی تھی۔

"ایک تو اتنی بڑی لاش کو ہم اتنی مشکل سے گھسیٹ کر کمرے تک لائے ہیں، اوپر سے تم ہمیں ہی بددعائیں دے رہی ہو۔"طوبیٰ نے اپنے بازو دباتے ہوئے اپنی کزن کو کھا جانے والی نگاہوں سے دیکھا۔ جو دو کمبل لیے بھی ابھی تک کانپ رہی تھی۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود آل ٹائم بیسٹ سیلرز:-

"ہاں تو تم دونوں کے انتقام کی جھلستی بھٹی کو ٹھنڈا کرنے کے لیے کون ساتھ دیتا ہے تمہارا۔" نمیرہ غصّے سے بولی۔

"چلو اس خوشی میں یہ گرما گرم چائے پیئو۔۔۔" درشہوار نے الیکٹرک کیٹل سے بنائی چائے کا بھاپ اڑاتا کپ اس کے سامنے رکھا۔

"میں ساتھ تین بوائل انڈے بھی کھاؤں گی۔" نمیرہ کی اگلی فرمائش پر درشہوار کا دماغ گھوما۔

"میں نے کون سی مرغیاں پال رکھیں ہیں کمرے میں۔۔۔" وہ تڑخ کر بولی۔

"تھوڑا انتظار کر لو، رزلٹ آنے والا ہے، بہت انڈے مل جائیں گے فری میں۔" طوبیٰ نے چائے کی بلند آواز میں چسکی لی۔

"دوبارا چائے پیتے ہوئے یہ شوں کی آواز نکالی تو گلا دبا دوں گی تمہارا۔۔۔" درشہوار جھنجھلا کر طوبیٰ کی طرف پلٹی۔

"گلا تو تمہارا صبح وہ ہیرو دبائے گا، جب "گوانتاناموبے" جیل کا دروازہ توڑ کر باہر نکلے گا۔۔" طوبیٰ نے مسکرا کر یاد دلایا۔

"ہاں تو پنگا کس سے لیا تھا اس نے۔۔۔" درشہوار اب چائے میں رس بھگو بھگو کر مزے سے کھا رہی تھی۔

"گونتاناموبے، دنیا کی خطرناک جیل۔۔۔۔" طوبیٰ یاد کر کے بلند آواز میں ہنسی۔

"ایسے انتقامی منصوبے تمہارے ذہن میں خود سے آجاتے ہیں یا کوئی اسپیشل آن لائن کورس کیا ہے تم نے۔۔" نمیرہ نے اپنی کہنی پر لگی رگڑ پر کریم لگاتے ہوئے یونہی پوچھا۔ اس سے پہلے کہ درشہوار اس کی بات کا کوئی تیکھا سا جواب دیتی۔ اس کے کمرے کا دروازہ ناک ہوا، تینوں کی روح فنا ہو گئی، وال کلاک کی گھڑی رات کے ڈھائی بجا رہی تھی۔

"کون۔۔۔؟" درشہوار نے انہیں چپ رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے نیند بھری آواز نکالی۔

"ارسل۔۔" نمیرہ کے بڑے بھائی کی سنجیدہ آواز سن کر تینوں نے سکون کا سانس لیا۔

"توبہ ہے ڈرا ہی دیا، آپ کب آئے اسلام آباد سے۔۔؟" درشہوار نے منہ بناتے ہوئے دروازہ کھولا، اندر داخل ہوتے ہی وہ سامنے کا منظر دیکھ کر حیران ہوا، نمیرہ کارپٹ پر کمبل اوڑھے نیم دراز تھی اور اسکے ساتھ فلور کشن پر طوبیٰ براجمان تھی۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"شام میں ہی آگیا تھا، یہ بتاؤ، میری یو ایس بی تھی تمہارے پاس۔" ارسل قائد اعظم یونیورسٹی سے فزکس میں ایم ایس کر رہا تھا اور وہاج بھائی اور فارحہ بھابھی کے ساتھ ہی رہتا تھا۔ دوستانہ مزاج کا حامل ارسل، اپنی بہن نمیرہ کے برعکس بہت زیادہ ترنور محل میں نرم فطرت کا حامل تھا۔

"ہاں ہاں میرے ہی پاس ہے، لیکن آپکو کیسے پتا چلا کہ ہم لوگ جاگ رہے ہیں۔" درشہوار حیران ہوئی۔

"تم لوگوں کے کمرے سے آنے والی آوازیں سن کر اندازہ ہو گیا تھا، ساری فوجیں ہیڈ کوارٹر میں اکھٹی ہیں۔" ارسل نے درشہوار کے روم کو ہیڈ کوارٹر کا نام دے رکھا تھا، کیونکہ شرارتوں کے سارے منصوبے یہیں بیٹھ کر بنتے تھے۔

"آجائیں آپ بھی، چائے پئیں گے۔۔۔" نمیرہ نے کہنی کے بل اٹھتے ہوئے اپنے بھائی کو دعوت نہیں۔

"نہیں، تم لوگ انجوائے کرو، مجھے اپنی ایک اسائمنٹ مکمل کرنی ہے، درشہوار کہاں ہے میری یو ایس بی۔۔" ارسل کو یاد آیا کہ وہ کس کام سے آیا تھا۔

"اس کے لیے تمہیں میرو بھیا سے کونٹیکٹ کرنا ہو گا کیونکہ انہی کے لیپ ٹاپ پورٹ میں لگی ہوئی ہے۔۔" درشہوار نے مسکرا کر بتایا۔

"اوہ نو، لیپ ٹاپ تو لے گیا وہ کھاریاں۔۔۔" ارسل ہلکا سا مایوس ہوا۔

"کھاریاں، کیا مطلب۔۔۔؟ ابھی دو ڈھائی گھنٹے پہلے تو نیچے ملاقات ہوئی ہے ان کی طوبی سے، کیوں طوبی۔؟" درشہوار کے ایک دم پوچھنے پر وہ ہلکا سا گڑبڑا گئی۔

"ہاں، ہاں بالکل۔۔۔" طوبیٰ نے جھٹ اثبات میں سر ہلایا۔

"آئی ڈونٹ نو، میرے ساتھ بھی اسکی دو گھنٹے پہلے ہی بات ہوئی تھی اور تب وہ مری سے نکل رہا تھا۔" ارسل نے انکی معلومات میں اضافہ کیا۔

"لیکن اس طرح اچانک کیوں۔؟ انہوں نے تو سنڈے کو جانا تھا۔۔۔" درشہوار پریشان ہوئی اور جسے اصل میں فکرمند ہونا چاہیے تھا وہ مزے سے بیٹھی ڈرائے فروٹس کھا رہی تھی۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں، مجھے کچھ نہیں بتایا اس نے۔۔۔" ارسل نے اپنا دامن بچایا۔

"یہ کیسے ممکن ہے، آپکو نہ بتایا ہو۔۔۔" درشہوار کو بالکل یقین نہیں آیا کیونکہ وہ جانتی تھی شاہ میر اور ارسل ایچ فیلوز ہونے کے ساتھ ساتھ بیسٹ فرینڈز بھی تھے اور ایک دوسرے کے گہرے رازدان بھی۔

"بھئی میں اسکا پرسنل اسسٹنٹ تھوڑا ہوں۔ طوبیٰ سے پوچھو، شاید اسے کچھ بتایا ہو۔۔" ارسل کے شرارتی انداز پر طوبیٰ بوکھلا گئی، اسکے ہاتھ میں پکڑی چلغوزوں کی پلیٹ چھوٹ کر نیچے کارپٹ پر جا گری۔ ارسل اور درشہوار کے ساتھ ساتھ نمیرہ نے بھی چونک کر اسکی طرف دیکھا۔ جس کے چہرے پر ایسے ہوائیاں اڑ رہیں تھیں جیسے وہ چوری کرتے ہوئے رنگے ہاتھوں پکڑی گئی ہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مری میں محمد ہادی کی صبح کا آغاز بڑے ہنگامہ خیز انداز سے ہوا تھا۔ ملازم گل خان نے انہیں بتایا کہ باہر کا دروازہ کسی نے لاک کر رکھا ہے۔ کچن کی کھڑکی کی سلاخ توڑ کر گل خان باہر نکلا تو ایک موٹا تازہ تالا اسکا منہ چڑا رہا تھا اور جب اس نے گھر کے گیٹ کو کھول کر باہر جانا چاہا تو معلوم ہوا کہ پہلے سے اندر لگے لاک کے ساتھ بھی کوئی کارستانی ہو چکی ہے۔ اس برفانی موسم میں دو دو تالوں کو توڑنا اور پھر گیٹ کی کنڈی ہی اکھڑ گئی تھی، گل خان بڑی مشکل سے کسی بندے کو ڈھونڈ کر لایا تھا جس نے گیٹ کی کنڈی کو دوبارا اسکی اصلی حالت میں جوڑا تھا۔ دوسرا گل خان رات کو گیزر جلانا بھی بھول گیا تھا اور اس سارے چکر میں دن کے بارہ بج چکے تھے اور اس وقت جانا خود اپنے پیروں پر کلہاڑی مارنے کے مترادف تھا کیونکہ ڈی ایف او کے وزٹ کی اطلاع انہیں آچکی تھی۔ آفس

"تم مانو یا نہ مانو، ساری بے ہودگی اسی "درشہوار گینگ" کی ہے۔۔۔" محمد ہادی نے غصّے میں بالکل درست اندازہ لگایا۔

"ظاہر ہے اور کون کر سکتا ہے ہمارے ساتھ یہ حرکت۔؟" سعد کمبل میں بکل مارے دونوں پائوں صوفے پر رکھے بیٹھا ہاتھوں کو رگڑ کر سردی کی شدت کو کم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"خوامخواہ آفس سے بھی چھٹی کرنا پڑ گئی، اب منڈے کو اس ڈی ایف او کی جھاڑ سننا پڑے گی مفت میں۔" ہادی بیزاری سے گویا ہوا۔

"ویسے بڑے ہی کوئی شیطانی دماغ ہیں ان لڑکیوں کے۔۔" سعد نے مسکراتے ہوئے تھرماس سے گرما گرم چائے کپ میں انڈیلی۔

"یہ تو کھلی غنڈا گردی ہے۔۔۔" ہادی کا چہرہ غصّے کی زیادتی سے سرخ ہوا۔

http://paksociety.com

"غنڈا گیری نہیں دادا گیری۔۔۔''سعد نے ہنس کر لقمہ دیا۔

"ان کو ذرا بھی کسی کا خوف نہیں۔۔۔''ہادی نے غصّے میں گرما گرم چائے کا کپ منہ سے لگایا۔

"ویسے گھر کو نام بہت مزے کا دیا ہے، گو انتانا موبے۔۔۔''سعد کو ایک دم ہی یاد کر کے ہنسی آگئی۔

"میں آج ہی میر حاکم علی کو جا کر بتا کر آتا ہوں ان کے گھر کی عورتوں کی کارستانیاں۔۔''ہادی کا بلڈ پریشر ایک دفعہ پھر ہائی ہوا۔

"لیو اٹ یار، خوامخواہ سے بات بڑھ جائے گی۔۔۔''سعد نے بوکھلا کر اسکی شکل دیکھی، وہ واقعی سنجیدہ تھا۔

"اگر اس سلسلے کو یہیں نہ روکا گیا تو ان کی بے ہودگیوں کا دائرہ وسیع ہوتا جائے گا۔''ہادی نے ناشتے کی ٹرے کو اپنی طرف کیا۔اس سارے ہنگامے میں صبح کا ناشتہ بھی خاصا لیٹ ہو گیا تھا۔

"ڈونٹ ووری، میں ارسل سے بات کروں گا، اس سے اچھی گپ شپ ہے میری۔۔۔''سعد نے اسے تسلی دی۔

"اب یہ ارسل صاحب کون ہیں۔۔۔؟''ہادی نے بیزاری سے ٹوسٹ پر جیم لگایا۔

"میر حاکم علی کا نواسا اور میر محتشم کا بھانجا، اسی گھر میں رہتا ہے اور اکثر واک پر اس کے ساتھ گپ شپ رہتی ہے میری۔''اس نے تفصیل سے جواب دیا۔

"ضرور بات کرنا، ورنہ میں زیادہ دیر تک لحاظ نہیں کروں گا۔۔۔''ہادی کا غصہ کسی طور کم نہیں ہو رہا تھا۔

"اچھا چھوڑو، ذرا ٹی وی اسکرین پر دیکھو، عالیہ آنٹی، کتنی گریس فل لگ رہی ہیں۔''سعد کے ہلکے پھلکے انداز پر اس نے ٹی وی پر نظریں دوڑائیں اور اپنے پیرنٹس کو سامنے دیکھ کر اس کا سارا اشتعال اور غصّہ جھاگ بن کر فضاؤں میں تحلیل ہو گیا۔

بیرسٹر عالیہ قریشی، گرے کلر کے سوٹ کے ساتھ نیوی بلیو شال میں ڈائس پر کھڑی انتہائی ڈیسنٹ لگ رہی تھیں۔اسلام آباد کریسنٹ لائنز کلب میں سیمینار کی فوٹیج چل رہی تھی۔عالیہ قریشی کے بعد کیمرہ عبداللہ قریشی صاحب کو بھی خطاب کرتے ہوئے دیکھا رہا تھا۔۔اسٹیج کے بیک گراؤنڈ میں لگے بینر پر آج کے سیمینار کا ٹاپک تحریر تھا۔

"Role of youth in Eradication of Corruption"

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

سیمینار کے اختتام کے بعد بھی بے شمار ٹی وی کیمروں کی روشنیوں نے ان دونوں میاں بیوی کو اپنے حصار میں لے رکھا تھا۔وہ دونوں ہی بڑی متاثر کن شخصیت کے حامل تھے۔عالیہ قریشی خود تو بیرسٹر تھیں اور ان کے شوہر قومی احتساب بیورو میں ڈائریکٹر جنرل کے اہم عہدے پر فائز تھے،اور دونوں ہی کئی انسانی حقوق کی تنظیموں کے ساتھ کام کر چکے تھے۔کیمرہ اب عبداللہ قریشی کو انداز فوکس کیے ہوئے تھا۔سیاہ سوٹ میں ان کی کنپٹی سے جھانکتی سفیدی ان کے وقار میں کئی گنا اضافہ کر رہی تھی۔ان کی گفتگو کا اور لہجہ متاثر کن تھا اور ان کے دلائل میں بہتے دریا کی سی روانی ہوتی تھی،اس کی بڑی وجہ ان کا وسیع مطالعہ اور متاثر کن اکیڈمک ریکارڈ تھا۔ہادی نے جلدی سے ٹی وی کی آواز کا والیوم بڑھایا۔اپنے پیرنٹس کو ہمیشہ ایک ساتھ دیکھنا اس کو بڑی فطری سی خوشی کا احساس بخشتا تھا۔

"میم اینٹی کرپشن ڈے پر کیا آپ ہمارے ناظرین کو سادہ اور آسان الفاظ میں بتائیں گی کہ اصل میں کرپشن ہے کیا۔۔؟"ایک نیوز چینل کی رپورٹر کے سوال پر مسز عالیہ قریشی کے ہونٹوں پر بڑی دھیمی سی مسکراہٹ ابھری۔

"ایک مہذب معاشرے میں رہتے ہوئے آپکا ہر وہ عمل جو قانونی، اخلاقی، معاشرتی، سماجی اور مذہبی حدود سے تجاوز کر جائے ،کرپشن کے زمرے میں آتا ہے۔"وہ اپنے مخصوص دھیمے لہجے میں گویا ہوئیں۔

"ہم اپنی سوسائٹی سے آخر کیسے کرپشن کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔۔؟"ایک اور نیوز رپورٹر نے ان کے شوہر عبداللہ قریشی کو گھیرا۔

"دیکھیں کرپشن کا خاتمہ کسی ٹارگٹ سے نہیں بلکہ ایک مسلسل عمل سے ہونا چاہیے۔"عبداللہ قریشی کا انداز خاصا بارعب تھا،شاید اسکی وجہ وہ پوسٹ تھی جس پر وہ کافی عرصے تعینات تھے۔

"وہ کیسے۔۔۔آپ اس پر روشنی ڈالنا پسند کریں گے۔؟"

"کرپشن کبھی بھی چند سیاست دانوں یا کسی بھی شعبے سے تعلق رکھنے والے کرپٹ لوگوں کو جیل کی سلاخوں میں ڈالنے سے ختم نہیں ہوگی،اس کے لیے ہمیں اپنی اخلاقی اقدار کو فروغ دینا ہوگا۔معاشرتی تفریق کو ختم کرنا ہوگا اور لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو سب کے لیے یکساں کرنا ہوگا۔"اس سوال کا جواب بیرسٹر عالیہ قریشی کی طرف سے بڑے تحمل اور متانت بھرے انداز میں آیا تھا۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

"یہ بات تو طے ہے کہ آنٹی عالیہ جہاں بھی ہوں، پورے ماحول پر چھا جاتی ہیں۔" سعد نے کھلے دل سے انہیں سراہتے ہوئے ریموٹ کنٹرول سے ٹی وی کی آواز کم کی۔ "ماشاء اللہ بہت کمپوزڈ اور اسٹرونگ نروز کی حامل ہیں تمہاری مدر۔۔۔"

"یہ اپنی پروفیشنل لائف میں جتنی کمپوزڈ، اور اسٹرونگ نروز کی حامل نظر آتی ہیں، اپنی پرسنل لائف میں اتنی ہی ایموشنل ہیں۔" ہادی نے ہنس کر تصیح کی۔

"لیکن صرف تمہارے معاملے میں۔۔۔" سعد نے اسے یاد دلایا۔

"ہاں میرے معاملے میں تو بہت پوزیسیو ہیں۔" وہ بڑے دل سے مسکرایا۔

"تمہیں پتا ہے، میں پری میچورڈ بے بی تھا، اور ایک ماہ مجھے نرسری میں رکھنا پڑا اور وہ ایک مہینہ ماما نے پراپر کھانا نہیں کھایا تھا اور میری پیدائش میری سگی پھپھو کے ہاتھوں ہوئی تھی جو بہترین گائناکولوجسٹ تھیں لیکن جب تک میری کنڈیشن اسٹیبل نہیں ہوئی ماما روزانہ، پھپھو سے لڑتی تھیں کہ تم نے میرا کیس خراب کر دیا۔" ہادی نے ماضی کی چند چیزوں کو پہلی دفعہ سعد سے شئیر کیا۔

"ہاں اتنا تو پتا ہے مجھے، پورے تیرہ سال بعد قدم رنجہ فرمایا تھا تم نے دنیا میں۔۔۔" سعد نے مسکراتے ہوئے ٹوسٹ پر جیم لگایا۔

"ماما نے میرے ایک ایک دن کی تصویروں کا ایک پورا ریکارڈ مرتب کر رکھا ہے۔۔" ہادی کی بات پر وہ خوشگوار حیرت کا شکار ہوا۔ اسی وقت ہادی کے سیل فون کی گھنٹی بجی، دوسری طرف مناہل تھی اسکی پھپھو زاد کزن۔

"ہاں بھئی منو، پہنچ گئی ہو گھر۔۔۔" ہادی نے اسکی کال اٹینڈ کرتے ہی اُسے چھیڑا۔ سعد نے چونک کر اسکی طرف دیکھا۔ وہ بہت کم لوگوں کے ساتھ اتنی بے تکلفی سے بات کرتا تھا۔

"جی جناب، میں تو پہنچ گئی ہوں، تم اپنی خیر مناؤ" مناہل کھکھلا کر ہنسی۔

"کیا مطلب۔۔۔؟" وہ اسکی شرارت بھری ہنسی پر الجھا۔

"عالیہ ممانی کا موڈ سخت آف ہے، پتا ہے ناں آج ویڈنگ اینورسری ہے ماموں، ممانی کی۔" مناہل کی بات پر وہ ہلکا سا بوکھلایا۔

""اوہ مائی گاڈ، میرے تو ذہن ہی سے نکل گیا تھا، ابھی پہنچتا ہوں میں گھر، تم ماں کو ذرا ریلیکس کرو۔۔

"میں تو کر لوں گی لیکن تم ان کے لیے گفٹ لینا مت بھولنا۔۔۔" اسکی اگلی بات پر وہ ہلکا سا پریشان ہوا۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

"تمہیں پتا ہے ناں، مجھے لیڈیز شاپنگ کا کوئی ایکسپیرینس نہیں، گھر پہنچ کر میں تمہیں بیل دوں گا، فوراً باہر نکل آنا، سوپر مارکیٹ سے کچھ لے آئیں گے" اس نے جلدی جلدی پلان بنایا۔

"اوکے، جلدی پہنچو، میں نے کیک بیک کر لیا ہے۔۔۔" مناہل نے مسکراتے ہوئے کال بند کی۔

"کیا ہوا۔۔؟" سعد نے پریشانی سے پوچھا۔

"یار ماما، پاپا کی ویڈنگ اینورسری تھی اور میرے ذہن ہی سے نکل گیا، اب بھی منونہ بتاتی تو ماں تو مجھے سچ مچ قتل کر دیتیں۔"

"منو۔؟ یہ کون ہے، پہلی دفعہ سنا ہے یہ نام۔۔۔" سعد نے حیرانگی سے دریافت کیا۔

"میری کویت والی پھپھو کی بیٹی ہے، اکنامکس میں ماسٹرز کر رہی ہے، اور بچپن سے ہمارے ہی گھر میں رہ رہی تھی لیکن اب کچھ عرصے سے ہوسٹل شفٹ ہو گئی ہے، لیکن آنا جانا لگا رہتا ہے۔۔" ہادی کی اطلاع پر وہ بڑے معنی خیز انداز میں مسکرایا۔

""خاصی فرینکنیس لگتی ہے تمہارے ساتھ۔۔" اس نے شرارت سے آنکھیں گھمائیں۔" کوئی چکر، وکر تو نہیں۔۔۔؟"

"گدھے، رضاعی بہن ہے میری۔۔۔" ہادی نے اس کے سر پر بم پھوڑا۔

"رضاعی بہن، وہ کیسے۔۔۔؟"

"میری پیدائش پر ماما بہت بیمار ہو گئیں تھیں اور باہر کا دودھ سوٹ نہیں کر رہا تھا مجھے تو میری پھپھو نے پورے دو ماہ اپنے بیٹے کے ساتھ ساتھ مجھے بھی فیڈ کروایا تھا اپنا۔۔" ہادی نے اس بار ذرا تفصیل سے بتایا۔۔

"اوہ سوری یار۔۔" سعد ایک دم شرمندہ ہوا۔

"اب تم بیٹھ کر شرمندہ ہوتے رہو، مجھے فوراً نکلنا ہے، ورنہ ماما کا پارہ مہنگائی کی طرح بڑھتا جائے گا۔۔" وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھ کر اپنے کمرے میں پہنچا، اسکے کمرے کی کھڑکی کا پردہ ہٹا ہوا تھا اور دوسری طرف در شہوار کے کمرے کی کھڑکی بھی کھلی ہوئی تھی۔ ساؤنڈ سسٹم پر بلند آواز میں پھر وہی منحوس گانا گونج رہا تھا۔ جس سے ہادی کو چڑ ہو گئی تھی۔

گھوڑے جیسی چال، ہاتھی جیسی دم۔۔۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

او ساون راجا، کہاں سے آئے تم۔۔۔؟

"مجھے روم تبدیل کر لینا چاہیے۔۔۔" اس نے بیزاری سے کھڑکی بند کرتے ہوئے دل ہی دل میں سوچا اور واپسی پر اس پر عمل درآمد کرنے کا بھی تہیہ کر لیا کیونکہ درشہوار کے کمرے کی کھڑکی سے اسے بہت سی ان کہی کہانیوں کی سرگوشیاں آتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں اور وہ ایسی کسی داستان کا مرکزی کردار نہیں بننا چاہتا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

ایف ایٹ سیکٹر میں واقع نور محل کے اندر کا موسم آج باہر کے موسم سے زیادہ سرد تھا۔ وہاج کا موڈ انتہائی بگڑا ہوا تھا اور فارحہ بھابھی، سہمے ہوئے انداز میں اپنی واڈروب کے اندر سے ان کی پرپل کلر کی شرٹ ڈھونڈ رہیں تھیں جس کی آج ان کے مزاجی خدا کو اچانک ہی یاد ستانے لگی تھی۔

"آج کی تاریخ میں ملے گی شرٹ یا فاتحہ پڑھ لوں اس پر۔۔۔" ان کا تلخ لہجہ فارحہ کے ہاتھ پیر پھلا رہا تھا۔

"یہیں رکھی تھی میں نے۔۔۔" وہ خوفزدہ انداز میں گویا ہوئیں۔

"پیچھے ہٹو، تم سے کوئی کام ڈھنگ سے ہوتا ہے بھلا، عجیب نحوست پھیلا رکھی ہے میری زندگی میں پچھلے چار سال سے۔۔۔" وہاج نے غصّے سے اپنی بیوی کا بازو پکڑ کر پیچھے دھکیلا اور خود واڈروب میں ادھر ادھر ہاتھ مارنے لگا۔

"امی نے بھی ملازموں کی ساری فوج اکھٹی کر رکھی ہے مری میں، یہ نہیں ہوتا کہ دو چار ڈھنگ کے نوکر یہاں بھی بجھوا دیں، بہو تو ان کی دنیا جہان کی سست اور بیمار روح ہے، اس سے تو اپنا آپ نہیں سنبھالا جاتا، مجھے اور گھر کو کیا خاک سنبھالے گی۔" وہاج کا فشار خون بلند ہوتا جا رہا تھا۔

"آپ دوسری شرٹ پہن لیں۔۔۔" فارحہ نے ہلکا سا جھجک کر مشورہ دیا۔

"بکواس بند کرو اپنی، ورنہ منہ توڑ دوں گا تمہارا۔۔" انہوں نے پلٹ کر غضب ناک نظروں سے اپنی بیوی کی طرف دیکھا جس پر آجکل انہیں کچھ زیادہ ہی غصّہ آنے لگا تھا۔ وہ سر جھکا کر خاموشی سے بیٹھ گئی۔ فارحہ ظہیر کو چار سال پہلے جاننے والا کوئی بھی شخص

اب دیکھتا تو شاکڈ رہ جاتا، پنجاب یونیورسٹی کے کیمسٹری ڈیپارٹمنٹ کی گولڈ میڈلسٹ لڑکی کا سارا اعتماد اس کے شوہر وہاج نے شادی کے پہلے چار مہینوں میں ہی ختم کر دیا تھا۔ بات بے بات لڑائی جھگڑے، طنزیہ لہجہ اور چار لوگوں میں بیٹھ کر اس کی عزت نفس کو مجروح کرنا، اسکے شوہر کا مرغوب مشغلہ تھا۔ شادی کے چھے ماہ بعد ہی فارحہ کو پتا چل گیا تھا کہ اسکے ہاں اولاد نہ ہونے کی اصل وجہ وہ خود نہیں اسکے شوہر کی میڈیکل رپورٹس تھیں، اس بات کے بعد تو وہاج نے اسے اس قدر دبا دیا تھا کہ میر فیملی کی سبھی خواتین اسکی ذمے دار فارحہ کو ہی ٹھہراتی تھیں، کیونکہ اس کے بولنے سے پہلے ہی وہاج ایک ایک بندے کو پکڑ کر اپنی بیوی کو موردالزام ٹھہرا چکا تھا، اور فارحہ کے ہونٹوں پر ٹھہری خاموشی نے خود بخود اس بات کی سچائی پر اپنی مہر ثبت کر دی تھی۔ فارحہ کی کمزوری اور خاموشی کی ایک وجہ اسکے میکے کے حالات تھے۔ اس کے والد نے بڑھاپے کی دہلیز پر پہنچ کر اپنی بیوی کو طلاق دے کر دوسری شادی ایک ادھیڑ عمر ایکٹریس سے کر لی تھی اور وہ خاتون اپنے تین بچوں کے ساتھ اس کے گھر پر قبضہ جما چکی تھی، چنانچہ اسکے والد نے افراتفری میں اپنی دونوں بیٹیوں کو کسی بوجھ کی طرح سر سے اتار پھینکا اور بیٹے کو باہر پڑھنے کے لیے بجھوا دیا۔ اس کی دوسری بہن بھی اپنے گھر میں خوش نہیں تھیں لیکن دونوں کو گلے میں پڑا ڈھول ہر حال میں بجانا تھا، کیونکہ میکے میں واپسی کا کوئی راستہ نہیں تھا اور یہ بات وہاج بہت اچھی طرح سے جانتا تھا اور اسی کا فائدہ اٹھاتا تھا۔

"جاہل عورت، یہ ہے وہ شرٹ، جو تم گولا بنا کر واڈروب میں پھینک چکیں تھیں۔" وہ اپنی مطلوبہ شرٹ نکال کر سامنے لے آیا، فارحہ نے شرمندگی سے سر جھکا لیا۔

"کرتا ہوں تمہارا ابھی علاج۔۔۔" اس نے سیل فون پر اپنی والدہ تاجدار بیگم کا نمبر ملایا۔

"امی یا تو اپنی اس پھوہڑ اور دنیا جہان کی سست بہو کو مری بلوا لیں اپنے پاس، یا پھر صندل کو شام سے پہلے بجھوا دیں یہاں۔" وہ اپنے منصوبے کی راہ کامیابی سے ہموار کر چکا تھا۔

"کیا ہوا بیٹا، کیا پھر کوئی جھگڑا ہو گیا تمہارا فارحہ سے۔۔۔" دوسری طرف وہ گھبرا گئیں۔

"اس سے پہلے کہ کوئی لمبا پنگا ہو جائے اور واپسی کی کوئی راہ نہ بچے، اس منحوس عورت کو سمجھا دیں اپنی زبان میں، اگر اس سے گھر نہیں سنبھلتا تو چلی جائے اپنے باپ کے گھر، مجھے اسکی ضرورت نہیں۔۔۔" وہاج کا مشتعل لہجہ تاجدار بیگم کے ہاتھ پیر پھلا گیا۔

http://paksociety.com

"آخر ہوا کیا ہے، کچھ پتا بھی تو چلے۔۔۔"

"اس عورت سے میری چیزیں تک سنبھال کر نہیں رکھی جاتیں، ہر تیسرے دن کوئی نہ کوئی چیز گم کر دیتی ہے، سارا دن اسے کیبل اور ٹی وی دیکھنے سے فرصت نہیں ملتی، اور آخر کام ہی کیا ہے اسے۔۔" وہ متنفر لہجے میں مذید گویا ہوا۔

"شکر نہیں کرتی، کہ میر وہاج علی کی بیوی ہے یہ، پیر دھودھو کر بھی پیے تو تب بھی کم ہے، ابھی تین حرف بھیج کر اسکے باپ کے گھر بجھوادوں تو اسکی ایکٹریس ماں تین دن میں دماغ درست کر دے گی اسکا۔" اسکا زہر آلود لہجہ فارحہ کے دل کو آری کی طرح کاٹ رہا تھا۔

"اچھا اچھا، تم بھی تھوڑا تحمل سے کام لیا کرو، بجھواتی ہوں صندل کو شام تک، بہت پھرتیلی لڑکی ہے، سارا کام سنبھال لے گی۔"

ارجمند بیگم کے منہ سے نکلنے والی اس بات نے وہاج کی روح کو اندر تک سرشار کر دیا تھا لیکن یہ موقع نرمی دیکھانے کا نہیں تھا۔ اس صندل کو بھی اپنی زبان میں سمجھا کر بجھوایئے گا، ذرا سی کوتاہی بھی برداشت نہیں کروں گا میں۔۔' وہاج نے ابھی بھی اپنی ٹانگ اوپر ہی رکھی تھی۔

"تم خود بھی تھوڑا سمجھ جاؤ تو بہتر ہے۔ ہر وقت اپنے دا.جی کی طرح توپ کے دہانے پر بیٹھے رہتے ہو۔" ارجمند بیگم اپنی اولاد کی زیادہ طرفداری کی قائل نہیں تھیں۔ "فارحہ کہاں ہے، فون دو اسے۔۔"

"بات کروائی سے۔۔۔" اس نے بدتمیزی سے اپنا سیل فون بیڈ پر اسکی طرف پھینکا۔

"جی پھپھو۔۔۔" فارحہ نے گرم گرم آنسوؤں کے گولے کو بمشکل نگلا۔ دوسری طرف ہمیشہ کی طرح تاجدار بیگم نے اسے نرمی سے سمجھانا شروع کر دیا تھا اور یہ وہی باتیں تھیں جو وہ پچھلے چار سال سے سنتی آ رہی تھی۔ ان میں کچھ بھی نیا پن نہیں تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

قریشی ولا، بوگن ویلیا کی گلابی بیلوں سے ڈھکا ایک خوبصورت بنگلہ تھا۔ جو اسلام آباد کی مارگلہ کی پہاڑیوں کے عین سامنے واقع تھا۔ اس گھر کے وسیع وعریض لان کے عین درمیان میں ایک چھوٹا سا سوئمنگ پول تھا۔ اس گھر میں مقیم تین افراد، محبت کی ایک مضبوط ڈور میں بندھے ہوئے تھے۔ اس وجہ سے یہاں آنے والا کوئی بھی نیا بندہ ان کی آپس کی انڈر اسٹینڈنگ اور بے تکلفی سے

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ سیاہ گیٹ سے باہر عبداللہ قریشی کی ہنڈا اکارڈ گاڑی کا ہارن بجا، چوکیدار نے بڑی مستعدی سے گیٹ کے دونوں پٹ وا کیے۔ گاڑی سبک رفتاری سے سرمئی تارکول کی سڑک پر گویا بہتی ہوئی پورچ تک پہنچی، اور وہاں پہلے سے موجود ہنڈا سوک کو دیکھ کر ان کے چہرے پر بڑی پدرانہ شفقت بھری مسکراہٹ دوڑی تھی۔ ان کا پی اے جلدی سے ان کا بریف کیس اور فائلیں گاڑی سے نکالنے لگا۔

"خاور، گاڑی کی بیک سائیڈ پر رکھا فولڈر بھی میری اسٹڈی میں رکھ دینا۔۔" انہوں نے بغیر مڑے اپنے پی اے سے کہا اور شاہ بلوط کی لکڑی کا بنا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے، سامنے انکی بھانجی مناہل، ملازمہ سے کھانے کی ٹیبل سیٹ کروا رہی تھی۔

"السلام علیکم ماموں۔۔۔" وہ بڑے پرجوش انداز میں انکی طرف بڑھی۔

"وعلیکم السلام، کیسی ہے میری منو۔۔؟" انہوں نے محبت سے اسے اپنے ساتھ لگایا۔

"فائن، آپکو پتا ہے، محمد ہادی صاحب بھی تشریف لا چکے ہیں۔۔۔" اس نے اپنی طرف سے انہیں اطلاع دی۔

"دیکھ چکا ہوں اس نالائق کی گاڑی، بمپر تھوڑا ٹوٹا ہوا ہے، لگتا ہے پھر کہیں سے ٹھکوا لایا ہے۔" ان کے لہجے میں بیٹے کے لیے محبت ہی محبت تھی۔ وہ تیز تیز چلتے ہوئے لائونج کی سیڑھیاں چڑھ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھے، اور جیسے ہی بیڈروم کا دروازہ کھولا، اندر وہی منظر ان کا منتظر تھا، جو وہ پچھلے کئی سالوں سے دیکھتے آرہے تھے۔

قریشی صاحب نے کمرے میں داخل ہوئے اسے چھیڑا، ہادی کی یہ بچپن کی عادت "جنٹل مین، خیال آ گیا تمہیں اپنی ماں کا۔۔۔" تھی، وہ ہر وقت اپنی ماں کے ساتھ چمٹا رہتا تھا، اور وہ بھی جاب سے آنے کے بعد ایک لمحے کو بھی اسے اکیلا نہیں چھوڑتی تھیں۔

"اپنی پیاری ماں کا خیال بھولتا ہی کب ہے مجھے۔۔۔" اس نے بھی دوبدو جواب دیا۔ ویسے بھی قریشی ولا وہ واحد جگہ تھی جہاں، محمد ہادی کو دیکھنے والے کبھی اس بات کا یقین نہ کرتے کہ وہ اس قدر ہنس مکھ، شرارتی اور نرم دل بھی ہو سکتا ہے۔ باہر کی دنیا میں اسکا امیج بہت سنجیدہ اور کسی حد تک رووڈ مشہور تھا اور اس نے کبھی اس کی تصیح کرنے کی بھی کوشش نہیں کی تھی۔

"عالیہ مسکا لگا رہا ہے تمہیں، پتا ہے ناں پورے سات دن بعد آیا ہے یہ گھر۔۔۔" قریشی صاحب نے کوٹ اتارتے ہوئے شرارتی انداز سے اپنی بیگم کو بھڑکانے کی کوشش کی۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

"بابا، ویسے، بڑے ہی کوئی افسوس کی بات ہے۔" وہ فوراً اٹھ کر تاسف بھری نگاہوں سے انہیں دیکھنے لگا۔

"خود آپ اینٹی کرپشن ڈیپارٹمنٹ میں جاب کرتے ہیں، اس طرح کسی کے جذبات کو مشتعل کرنا بھی جذباتی کرپشن کے زمرے میں آتا ہے۔" اس نے سائیڈ میز پر رکھی پھلوں کی ٹوکری سے سیب نکالا اور مزے سے کھانے لگا۔

"لو میں نے کون سا غلط بات کی، آخر مری ہے ہی کتنا دور، تمہیں اپنی ماں کی فیلینگس کا خیال ہونا چاہیے، آخر کو اکلوتی اولاد ہو اسکی۔" وہ بظاہر عالیہ بیگم کی طرفداری کر رہے تھے لیکن وہ مسکراتے ہوئے ان کی شرارت سمجھ چکی تھیں۔

"ماما، آپ کو شر پسند عناصر کی باتوں میں آنے کی قطعاً ضرورت نہیں، آپ اچھی طرح جانتی ہیں کہ "کچھ "لوگ ماضی میں بھی ایسی حرکتیں کر کے ہمارے تعلقات کو خراب کرنے کی کوشش کر چکے ہیں۔۔" اس نے ماں کا ہاتھ مضبوطی سے دبا کر شوخی سے کہا۔

"میں سب جانتی ہوں بیٹا۔۔۔" انہوں نے محبت سے اسکے ماتھے کا بوسہ لیا۔

"خواتین و حضرات، کھانا لگ چکا ہے ٹیبل پر، آپ لوگ تشریف لا سکتے ہیں۔" مناہل نے ہلکا سا اندر جھانک کر بلند آواز میں اعلان کیا۔

"دیکھ لو منو، آج اپنا بیٹا آیا ہے تو آپ کو بھی کوئی لفٹ ہی نہیں۔۔۔" قریشی صاحب کا موڈ آج خاصا فریش تھا۔

"ماما، آپ کے شوہر نامدار گھر کا ماحول خراب کرنے کی پوری کوشش کر رہے ہیں۔" ہادی نے عالیہ بیگم کو بھڑکایا اور اس میں کافی کامیاب بھی رہا۔

"عبداللہ صاحب اپنی عمر دیکھیں اور حرکتیں دیکھیں۔۔۔" وہ مسکراتے ہوئے بیڈ سے اٹھیں۔

"کیوں، کیا ہوا ہے میری عمر کو، کل تمہارے چیمبر میں تمہارے کلائنٹ کے ساتھ آنے والی بچی بھی کتنے غور سے دیکھ رہی تھی مجھے۔"

"ماموں آپکی شکل ملتی ہو گی اسکے فادر سے۔۔۔" مناہل نے اپنا نچلا ہونٹ دبا کر شرارت سے کہا تو ہادی اور عالیہ بیگم بے ساختہ قہقہ لگا کر ہنس پڑے۔

"بھانجی، آپ سے مجھے اس طوطا چشمی کی امید نہیں تھی۔۔۔" وہ مصنوعی ناراضگی سے گویا ہوئے۔

"سوری ماموں۔۔۔" مناہل نے کان کھجاتے ہوئے معذرت کا اظہار کیا۔ وہ قریشی صاحب کی کویت میں مقیم اکلوتی بہن کے تین بچوں میں سب سے چھوٹی اور لاڈلی تھی، اور پڑھائی کے سلسلے میں گزشتہ بہت سالوں سے پاکستان میں مقیم تھی، قریشی صاحب اور عالیہ بیگم نے پوری کوشش کی وہ انہی کے ساتھ اس گھر میں رہے لیکن وہ دونوں ہی اپنی جابز اور پروفیشنل مصروفیات کی بنا پر مصروف رہتے تھے، اس لیے کچھ عرصہ یہاں رہنے کے بعد وہ بور ہو کر ہوسٹل میں مقیم ہو گئی تھی، اس کی ہادی کے ساتھ بے تحاشا دوستی تھی، حالانکہ وہ اس سے دو تین سال چھوٹی تھی لیکن اسے دھڑلے سے صرف ہادی کہتی تھی، اب تو اس کی والدہ نے بھی اس بات پر اسے ٹوکنا چھوڑ دیا تھا۔

"ہاں بھئی منو، کیا کیا بنایا ہے۔۔۔؟" ہادی ڈونگے اٹھا اٹھا کر اندر جھانکنے لگا۔

"تمہارا فیورٹ حلیم، قیمہ مٹر اور نہاری۔۔" مناہل کی بات پر وہ مسکرایا، کیونکہ وہ جانتا تھا کہ وہ جب بھی گھر ہوتی، اسکی پسند کی کوکنگ کرنا اس پر واجب ہو جاتا تھا۔

"چلو پھر اس خوشی میں ڈنر کے بعد آئس کریم اور پھر لونگ ڈرائیو پر چلتے ہیں۔۔" ہادی نے مسکرا کر سالن اپنی پلیٹ میں ڈالا۔

"اور ہم بوڑھے لوگ۔۔۔" قریشی صاحب نے مسکرا کر بیچ میں لقمہ دیا۔

"آپ کی آج ویڈنگ اینورسری ہے بابا، لے کر جائیں ناں ماما کو کوئی مووی شووی دیکھانے یا لونگ ڈرائیو پر، کم از کم آپ کو آج کے دن تو ماما کو امپورٹینس دینی چاہیے، ویسے تو پورا سال ذرا خیال نہیں ہوتا آپکو ان کا۔" ہادی نے انہیں چھیڑا، اور وہ اسکی شرارت سمجھ کر قہقہہ لگا کر ہنسے۔

"ہاں ہنس کر ٹال دیا کریں ایسی باتوں کو، بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے وہ۔۔" عالیہ بیگم حقیقتاً بُرا مان گئیں۔

"بہت خبیث روح ہو تم۔۔۔لگا دیا ناں اپنی ماں کو میرے پیچھے۔۔۔"

"الحمد اللہ۔۔۔اپنی صلاحیتوں پر کبھی غرور نہیں کیا، آخر کو بیٹا کس کا ہوں۔" ہادی نے مسکرا کر ان کی طرف دیکھا، جو کھانا بھول کر اب عالیہ بیگم کو منانے میں لگے ہوئے تھے۔ جب کہ مناہل بھی مزے سے عبد اللہ صاحب کو منتیں کرتا دیکھ رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

طوبیٰ آہستگی سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔ سامنے آتشدان کے قریب رکھی راکنگ چئیر پر انابیہ اپنی گود میں مظہر السلام کی کتاب ''محبت مُردہ پھولوں کی سمفنی'' رکھے، آنکھیں بند کر کے کسی گہری سوچ میں گم تھی، اسے طوبیٰ کی آمد کا پتا نہیں چلا تھا۔ اس نے چپکے سے کتاب اٹھائی، سامنے چند لائنوں کو انڈر لائن کیا ہوا تھا۔ اس نے خاموشی سے انہیں پڑھنا شروع کر دیا۔

''محبت بڑی شفاف چیز ہے کسی آئینے کی طرح، اس پر ہلکا سا ناگواری کا کوئی میلا چھینٹا، بھی فوراً دیکھائی پڑ جاتا ہے، ہر سچی اور خالص مسئلہ ہے تھوڑا سا نا خالص احساس بھی یکدم بُرا لگنے لگتا ہے۔ اس لیے کسی بھی میلے لفظ، جملے، کج ادائی، یا دل کی کسی چیز کے ساتھ یہی غافل دھڑکن کی وجہ سے محبت کے سیب کو کیڑا لگ جاتا ہے۔''

طوبیٰ نے سر اٹھا کر اپنی بہن کے افسردہ چہرے کو غور سے دیکھا، وہ ابھی تک آنکھیں بند کیے دنیا و مافیہا سے بے نیاز گہری سوچوں کے سمندر میں غلطاں تھی۔

''بیا۔۔۔!!!'' اس نے آہستگی سے اسے پکارا۔

''ہوں۔۔۔'' انابیہ نے آنکھیں کھولیں، جو دہکتے ہوئے کوئلے کی طرح سرخ تھیں۔

''یہ اتنی مشکل چیزیں کیسے سمجھ آجاتی ہیں آپ کو۔۔۔'' اس نے مظہر الاسلام کی کتاب کی طرف اشارہ کیا۔

''اس میں مشکل کیا ہے۔۔۔؟'' وہ پھیکے سے انداز میں مسکرائی۔

''مجھے محبت کے اتنے پیچیدہ فلسفے سمجھ نہیں آتے۔۔۔''

''محبت جس کو سمجھ میں آجائے، اسے کچھ اور سمجھنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔۔''

''ذرا اس پر روشنی ڈالنا پسند کریں گی۔۔۔؟'' طوبیٰ نے منہ بنایا۔

''محبت جب کسی دل پر وحی کی طرح اترتی ہے تو کائنات کے سارے راز اس پر آشکار ہونے لگتے ہیں۔ ان کہی کہانیوں کے رمز سمجھ میں آنے لگتے ہیں افسانوی کرداروں کی حقیقتیں کھلنا شروع ہو جاتی ہیں، محبت میں کیا، کیوں اور کب نہیں ہوتا، صرف ''ہاں'' اور ''جی'' کی گردان ہوتی ہے۔ محبت ''انا

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

پاک سوسائٹی پر موجود مشہور و معروف مصنفین

عُمیرہ احمد	صائمہ اکرام	عُشنا کوثر سردار	اشفاق احمد
نمرہ احمد	سعدیہ عابد	نبیلہ عزیز	نسیم حجازی
فرحت اشتیاق	عفت سحر طاہر	فائزہ افتخار	عنایت اللّٰہ التمش
قُدسیہ بانو	تنزیلہ ریاض	نبیلہ ابر راجہ	ہاشم ندیم
نگہت سیما	فائزہ افتخار	آمنہ ریاض	مُمتاز مُفتی
نگہت عبدُاللّٰہ	سباس گُل	عنیزہ سید	مُستنصر حُسین
رضیہ بٹ	رُخسانہ نگار عدنان	اقراء صغیر احمد	علیمُ الحق
رفعت سراج	اُمِ مریم	نایاب جیلانی	ایماے راحت

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود ماہانہ ڈائجسٹس

خواتین ڈائجسٹ، شُعاع ڈائجسٹ، آنچل ڈائجسٹ، کرن ڈائجسٹ، پاکیزہ ڈائجسٹ، حناء ڈائجسٹ، رِدا ڈائجسٹ، حجاب ڈائجسٹ، سسپنس ڈائجسٹ، جاسُوسی ڈائجسٹ، سرگُزشت ڈائجسٹ، نئے اُفق، سچی کہانیاں، ڈالڈا کا دسترخوان، مصالحہ میگزین

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی شارٹ کٹس

تمام مُصنفین کے ناولز، ماہانہ ڈائجسٹ کی لسٹ، کِڈز کارنر، عمران سیریز از مظہر کلیم ایم اے، عمران سیریز از ابنِ صفی، جاسُوسی دُنیا از ابنِ صفی، ٹورنٹ ڈاؤنلوڈ کا طریقہ، آن لائن ریڈنگ کا طریقہ،

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براوزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بک پر رابطہ کریں۔۔۔

http://paksociety.com

کے مقبرے پر بیٹھ کر ہر وقت خود کو مٹانے کا نام ہے۔'' وہ خلا میں کسی نادیدہ نقطے پر آنکھیں جمائے کسی اور جہان میں پہنچی ہوئی تھی

''برہان بھائی سے محبت کرتی ہیں ناں آپ۔۔۔؟'' طوبیٰ نے اس دفعہ براہ راست اسکی آنکھوں میں جھانکا۔

''کیا اب بھی اس سوال کے جواب کی ضرورت ہے۔۔'' انابیہ نے اسے لاجواب کیا۔

''اور وہ کرتے ہیں آپ سے۔۔۔؟'' طوبی کا عجیب سا لہجہ اسے وہ بات سمجھا گیا، جسے وہ جان بوجھ کر سمجھنا نہیں چاہتی تھی۔

''مجھے اس سے فرق نہیں پڑتا۔۔۔'' اس نے نظریں چرا کر کہا۔

''کس دور میں رہتی ہیں بیا آپ، اب یکطرفہ محبتوں کا زمانہ گذر گیا، محبت کچھ دو اور کچھ لو کی پالیسی پر چلتی ہے۔'' طوبیٰ اس سے چھوٹی لیکن زیادہ پریکٹیکل اپروچ رکھتی تھی۔

''کیا اب مجھے جا کر ان سے چاہت کی بھیک مانگنی چاہیے۔۔؟'' ایک استہزائیہ مسکراہٹ اسکے لبوں پر ابھری۔

''بھیک کیوں، اپنا حق مانگیں، آخر کو نکاح ہوا ہے آپ کا ان کے ساتھ۔۔۔'' اسے بہن کی حالت دیکھ کر برہان پر غصّہ آیا۔

''نکاح کے چند بولوں سے اگر دلوں میں چاہتوں کی فصل اگ آتی تو آج دنیا کے سارے شادی شدہ جوڑے بڑی خوشگوار زندگی گذار رہے ہوتے۔'' انابیہ پھیکے سے انداز میں زبردستی مسکرائی۔

''تو پھر چھوڑ دیں انہیں، اپنی زندگی کو پرسکون بنائیں، قریب رہ کر سلگنے سے بہتر ہے بندہ کسی مقام پر بچھڑ جائے۔'' طوبیٰ نے اسے سمجھانے کی کوشش کی، جو اسے خاصی مہنگی پڑی۔

''جب خود اس سچوئشن سے گذرو گی تو تب پوچھوں گی۔'' وہ بُرا مان گئی تھی۔

''کیا مطلب۔۔۔؟''

''ترک محبت کا مشورہ دینا بہت آسان ہوتا ہے، لیکن اس پر عمل درآمد کرنے سے پہلے ہی بندہ کوئلوں کے دہکتے فرش پر ننگے پاؤں آن کھڑا ہوتا ہے، محبتسے جتنا دور بھاگو، وہ اتنا ہی آپ کے تعاقب میں آتی ہے، تھک ہار کر کہیں بیٹھ جاؤ، تو وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنستی ہے، اپنے دل میں اسکی قبر بنالو، تو ہر روز پہلے خود مرنا پڑتا ہے۔'' انابیہ تلخ لہجے میں گویا ہوئی۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"بے فکر رہیں، میں ان چیزوں پر یقین نہیں رکھتی، کیا فائدہ ایسی ان دیکھی آگ میں سلگنے کا۔" وہ بے فکری سے مسکرائی۔

"تم کہہ سکتی ہو، کیونکہ تم خود ابھی اس اسٹیج سے نہیں گذریں، برہان کی طرح تم بھی کسی اور کے تڑپنے کا تماشا دیکھ رہی ہو ابھی۔" انابیہ کی بات پر اسے کرنٹ لگا۔ وہ کمر پر ہاتھ رکھ کر لڑاکا انداز میں بالکل اس کے سامنے آن کھڑی ہوئی۔

"کس کے تڑپنے کا تماشا دیکھ رہی ہوں میں۔۔۔؟"

"شاہ میر کے۔۔۔" انابیہ کے منہ سے نکلنے والے ان الفاظ سے طوبیٰ کو لگا جیسے میر ہاؤس کی چھت اس پر آن گری ہو۔ وہ بات جو اس نے اپنی طرف سے زمانے بھر سے چھپا رکھی تھی، وہ اسکی ماں جائی کو نہ صرف معلوم تھی، بلکہ اس حوالے سے پہلا طعنہ بھی اسی کی طرف سے مل چکا تھا اسے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

خنک ٹھنڈی ہوا کے خوشگوار جھونکے نے اس کے چہرے کو چھو کر طمانیت کا احساس بخشا۔ شالیمار کرکٹ گراؤنڈ میں بنے جوگنگ ٹریک پر بھاگتے ہوئے شہرزاد نے ہینڈز فری کانوں سے لگا رکھا تھا۔ اس کا سیل فون اسکی جیکٹ کی جیب میں تھا۔ یہ اسکا چوتھا چکر تھا جب اسے احساس ہوا کہ وہ کسی کی گہری نظروں کے حصار میں ہے۔ وہ چلتے چلتے رکی اور اس نے متلاشی نگاہوں سے دائیں بائیں دیکھا، صبح کے اس وقت کافی لوگ یہاں موجود تھے اور ہر کوئی اپنی دھن میں ٹریک پر بھاگ رہا تھا، اور کسی کی بھی توجہ اپنی طرف نہ پا کر وہ سنگ مرمر کے بینچ پر بیٹھ گئی۔ جیکٹ کی جیب سے پانی کی چھوٹی بوتل نکال کر گھونٹ گھونٹ پینے لگی۔ اسی وقت اسکے سیل فون کی مترنم گھنٹی بجی۔۔۔ اس نے فون نکال کر دیکھا، فیس بک میسنجر سے آنے والی "ہمزاد" کی کال دیکھ کر اس کے لبوں پر ایک جاندار مسکراہٹ ابھری۔ اسے نہ جانے کیوں یقین تھا کہ یہ کال اسی کی ہوگی۔

"آپ تو لڑکیوں سے بھی زیادہ محتاط ہیں۔۔۔" شہرزاد نے کال اٹینڈ کرتے ہی طنزیہ لہجے میں کہا۔

"سیدھا سادا بزدل بھی کہہ دیتیں تو میں مائنڈ نہ کرتا۔۔۔" وہ قہقہہ لگا کر اپنی بات پر خود ہی ہنسا تھا۔

"ہاں وہ تو اندازہ ہو رہا ہے مجھے، ورنہ اپنے ڈائریکٹ نمبر سے کال کرتے۔" وہ مسکرائی۔

"ڈائریکٹ ڈائلنگ بھی کر لیں گے، جس دن کوئی گرین سگنل ملے گا۔" وہ معنی خیز لہجے میں گویا ہوا۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

"ہاں خوش فہمی اچھی چیز ہوتی ہے، کم از کم اسکی وجہ سے زندگی تو آسان لگنے لگتی ہے۔"

"کہہ سکتی ہیں آپ۔۔۔" وہ اسکا طنز سمجھ کر مسکرایا۔

"اچھا تو شالیمار کرکٹ کلب بھی آتے ہیں جوگنگ کرنے۔۔۔" شہر زاد نے اس دفعہ ڈاریکٹ حملہ کیا۔

"ایک باولر وہاں نہیں آئے گا تو اور کہاں جائے گا۔۔" دوسری طرف وہ اسکے اندازے کی درستگی پر دل سے مسکرایا۔

"پوچھیں گے نہیں، کہ کیسے پتا چلا مجھے۔۔۔" شہر زاد کو حیرانگی ہوئی۔

"ایک انٹیلی جنٹ، ذہین بیرسٹر سے ایسا سوال کرنے کی حماقت کم از کم میں نہیں کر سکتا۔" اس دفعہ اس نے شہر زاد کو لاجواب کیا۔

"تو کونے کھدروں میں چھپ کر گھورنے کی بجائے سامنے آ کر بات کریں، اتنی بھی خوفناک نہیں ہوں میں۔" وہ ہلکا سا چڑ کر بولی۔

میرے فیورٹ فان کلر میں کوئی لڑکی بھلا کیسے خوفناک لگ سکتی ہے۔۔" اسکے شرارتی انداز پر شہر زاد نے چونک کر دیکھا، وہ اس وقت نیوی بلیو کلر کی جینز پر فان کلر کی جیکٹ پہنے ہوئی تھی۔

"بہت خوب، اسکا مطلب ہے کہ میرا اندازہ درست تھا۔۔" وہ تھوڑا سنجیدہ ہوئی۔

"جناب، آپ اندازوں کی درستگی کو چھوڑیں، اور اپنی گاڑی کی ہیڈ لائٹس بند کر دیں، ورنہ بیٹری ختم ہونے کے بعد پرابلم ہو گی۔" اسکی بات پر وہ فوراً بوکھلا کر کھڑی ہوئی، صبح جب وہ گھر سے نکلی تھی تو ملگجا سا اندھیرا تھا، اور گاڑی کی لائٹس جلانے کے بعد وہ شاید بند کرنا بھول گئی تھی۔

"بائی داوے، یہ میری نہیں میری مام کی گاڑی ہے۔۔" وہ بات کرتے کرتے پارکنگ کی طرف چل پڑی۔

"جی مجھے پتا ہے، دو گاڑیاں ہیں آپکے گھر میں، ایک مسز ٹینا کے استعمال میں ہوتی ہے اور دوسری آپکی چھوٹی سسٹر رومیصہ کے پاس، اگر کہیں تو رومیصہ کی گاڑی کا نمبر بھی بتا دوں۔۔۔" اسکے لہجے میں شرارت کی فراوانی تھی۔

"اسکی ضرورت نہیں، آپ صرف اپنی گاڑی کا نمبر بتا دیں۔۔" شہر زاد کی فرمائش پر وہ بے ساختہ انداز میں ہنسا۔

"میں تو غریب سا بندہ ہوں، کہاں افورڈ کر سکتا ہوں گاڑی، چھوٹی موٹی بائیک ہے میرے پاس۔۔" اس نے صاف ٹالا تھا۔

وہ بات کرتے کرتے اپنی گاڑی کے پاس آن رکی، اس کے بونٹ پر ایک ایک سفید رنگ کا کھلتا ہوا گلاب پڑا تھا۔ اس نے پھول اٹھاتے ہوئے چاروں طرف گھوم کر دیکھا، پارکنگ میں کافی گاڑیاں تھیں اور زیادہ تر لوگ واپس جا رہے تھے۔

"یہ پھول آپ نے رکھا ہے میری گاڑی پر۔۔۔؟" اسکے لہجے میں ہلکی سی ناگواری در آئی۔

"معذرت خواہ ہوں، آپکی آمد کنفرم نہیں تھی، ورنہ بکے لے کر آتا، یہ بھی یہیں سے توڑا ہے، آفٹر آل روٹین لائف کی طرف پہلا دن تھا آپکا۔" اس سے پہلے کہ وہ اسکی بات کا جواب دیتی، ٹینا بیگم کی صبح صبح آنے والی کال نے اسے حیران کیا، کیونکہ ان کی صبح بارہ بجے سے پہلے نہیں ہوتی تھی۔

"ایکسکیوزمی، میری مام کی کال آرہی ہے، بائے۔۔۔" شہزاد نے جلدی سے ٹینا بیگم کی کال اٹینڈ کی، جو حواس باختہ انداز میں بول رہیں تھیں۔

"شیری، تم کہاں ہو۔ فورا پہنچو گھر۔"

"مام، خیریت تو ہے ناں۔۔۔" وہ ہلکا سا بوکھلائی۔

"تمہیں پتا ہے رومی کو پولیس نے اریسٹ کر لیا ہے بیرسٹر محمود کے بیٹے کے مرڈر کے جرم میں۔" ٹینا بیگم کی بات پر اسکا دماغ بھک کر کے اڑا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

جاری ہے

آپکی قیمتی رائے کا انتظار رہے گا۔۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام